

سر عرش بریں ہیں نقشِ پائے مصطفیٰ روشن
زمین کے سر کی زینت ہے عمامہ سبز گنبد کا

کلید فرودیں

(مجموعہ نعت)

پیرزادہ حمید صابری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کہہ دو یہ ظلمتوں سے کہ پہچان لیں ہمیں
ہم وہ ہیں جن پہ رحمتِ یزداں کا ہے نزول
ہم پر سلامِ عرش سے آئے نہ کیوں حمید
ہم فرشِ کائنات پہ ہیں شاعرِ رسول

کلیدِ فردوس

زیر ترتیب دیگر کتب:

جمال محمد (نعتیہ مجموعہ)
مہر جہاں تاب (نعتیہ مجموعہ)
نام تمھارا خوشبو ٹھہرا (غزلیات)
محرابِ سخن (غزلیات)
سلام و مناقب
میرادیس میرے گیت

قُولُوا لِلنَّاسِ حَسَنًا

کلیدِ فردوس

(نعتیہ کلام)

پیرزادہ حمید صابری

الاشراق، لاہور

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ

نام کتاب:	کلیدِ فردوس
شاعر:	پیرزادہ حمید صابری
مترتبین:	رشید احمد میر، سلمان شاہ، عظمیٰ شاہ، فرخ شاہ عدنان علی شاہ، غفران حسن شاہ
تاریخ اشاعت اول:	جنوری ۲۰۱۰ء
کمپوزنگ:	الاشراق کمپوزنگ سنٹر، لاہور
سرورق:	حمدان گرافکس، لاہور
ناشر:	الاشراق پبلی کیشنز - ۶ نور چیمبرز، بنگالی گلی، کنپٹ روڈ، لاہور - 0321-4722964
بہ اشتراک:	تمثال پبلی کیشنز، ساہیوال - لاہور
ہدیہ:	۱/- روپے

تقسیم کار:

تمثال پبلی کیشنز، لاہور - ساہیوال - 0300-9690725

خالد بک ڈپو صدر بازار ساہیوال - 040-4464324

المسعود نیوز ایجنسی، جناح روڈ ساہیوال - 040-4227647

عمران بک ڈپو صدر بازار ساہیوال - 040-4466778

انتساب

اپنی پیاری امی جان کی اس مقدس آرزو کے نام
کہ اگر ہم حضور پر نور نبی اکرمؐ کے زمانہ [☆] میں ہوتے
تو اپنی ہر صبح کا آغاز
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے کیا کرتے

پیرزادہ حمید صابری

☆ یہاں زمانہ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ ہے

سرِ عرشِ بریں ہیں نقشِ پائے مصطفیٰ روشن
زمین کے سر کی زینت ہے عمامہ سبز گنبد کا



اے ماں غمِ فراق نے دل پر کیا جو وار
آنکھوں سے اشکِ درد کا پھوٹا ہے آبشار

پیوستِ رُوح میں ہوئے بیتابیوں کے خار
ڈھلنے لگا ہے کرب کے صحرا میں لالہ زار

صورت تری نگاہوں میں پھرتی ہے دم بدم
ڈستا ہے پھر بھی تیری جدائی کا دل کو غم

دل پر اثر ہے تیرے چھڑنے کا اس قدر
صورت کوئی قرار کی آتی نہیں نظر

میرا تڑپنا اور بلکنا بھی آ کے دیکھ
تنہائیوں میں رونا سسکنا بھی آ کے دیکھ

اے ماں تری تلاش تری جستجو میں ہوں
تنہا غموں کی بہتی ہوئی آب جو میں ہوں

سن لے مری پکار میں تیرے نثار آ
اے ماں تجھے قسم ہے مری ایک بار آ

بیٹے کا آ کے اپنے ذرا حالِ زار دیکھ
آتی ہے کیسے زد میں خزاں کے بہار دیکھ

کس طرح پھول ہوتے ہیں خالی مہک سے دیکھ
کس طرح ٹوٹتے ہیں ستارے فلک سے دیکھ



بے چین میں ہوں ماہی بے آب کی مثال
تیرے بغیر جینا ہوا ہے مجھے محال

اب کوئی بھی یہ کہتا نہیں جلدی آئیو
ہاں دوپہر کو وقت پہ کھانا بھی کھائیو

سلمان مضمحل ہے تو عظمیٰ ہے بے قرار
فرخ تری بہو تری رانی ہے سوگوار

عدنان ہے اداس تو غفران پر ملال
دردِ جدائی میں ترے پوتے ہوئے نڈھال

تاریخِ رخصتی تری تیرا سنِ وصال
تھا اختتامِ چودہ سو چوبیس ہجری سال

تو نے کیا تھا جب سفرِ خلد اختیار
دن پیر، نو تھی فروری، سن دو ہزار چار

ذوالحج کی سترھویں کو ترا ساتھ کھو گیا
مدغم، غمِ حسینؑ میں غم تیرا ہو گیا

تعلیم کیا جہاں کو تو قرآن کی دے گئی
بخشش کی دہر سے یہ سند ساتھ لے گئی

جنت میں فاطمہؑ کی رفاقت نصیب ہو
حق کی رضا، نبی کی شفاعت نصیب ہو

بیٹے ترے رشید و حمید و وحید زار
فرقت میں تیری رنج و الم کا ہوئے شکار

فہرست

۱۵	پروفیسر سلیم الرحمن	☆	پیرزادہ حمید صابری کی نعت گوئی
۲۴	پروفیسر مختار احمد ساقی گجراتی	☆	عکس شناسائی
۲۷	حضرت علامہ ذوقی مظفر نگری	☆	کلید فردوس پر ایک نظر
۳۰	محترم احمد ندیم قاسمی	☆	_____
۳۱	محترمہ الحاجیہ ڈاکٹر حشمت آرا حجاب		بلند نگاہ
۳۲	محترم رئیس امروہوی	☆	قصہ مختصر
۳۳	محترم پروفیسر حفیظ تائب	☆	
۳۴	محترم بشیر رحمانی	☆	جمال و جلال
۳۵	محترم سجاد حیدر	☆	_____
۳۶	محترم محمد اعظم خان		حرفِ تمنا
۳۸	محترم چودھری اعجاز حسین		کھلی کتاب
۴۰	خالد علیم		حمید صابری — لیک خوش آہنگ نعت گو
۴۲	پیرزادہ حمید صابری	☆	آہنگِ سپاس
۵۳		☆	حمدِ ربِّ ذوالجلال
۵۶		☆	منظہر کبریٰ پر درود و سلام
۵۸		☆	یا رسول اللہ! نظرِ حالنا
۶۲		☆	لکھوں جو مدحِ محمدؐ باہتمام لکھوں
۶۴		☆	لب پر کھلے جو مدحت خیر البشر — پھول

- ۶۶ ☆ میں ہوں نبیؐ کا کادر ہے مقدر کی بات ہے
- ۶۸ ☆ ارکانِ بامعنی میں
- ۷۱ ☆ اے جمالِ رحمتِ حق اے کرم پرور کرم
- ۷۳ ☆ ریاضِ آب و گل میں سرورِ دنیا و دیں آئے
- ۷۵ ☆ جو گدا بن کر شہہ کونین کے در پر گیا
- ۷۷ ☆ اپنے بیگانوں پہ شفقت ہے تمھاری یا نبیؐ
- ۸۰ ☆ مداوائے غمِ دوراں محبت ہے محمدؐ کی
- ۸۲ ☆ مہرباں جب مرا خدا ہوگا
- ۸۴ ☆ عمر بھر مدحِ محمدؐ کو زباں پر رکھنا
- ۸۶ ☆ صنعتِ ذوقِ فیتین
- ۸۹ ☆ یوں زائرینِ طیبہ کا جاری سفر ہے
- ۹۱ ☆ جب بیانِ رسولؐ ہوتا ہے
- ۹۳ ☆ گلوں پر رنگ و نکبت پر دو عالم کی بہاروں پر
- ۹۵ ☆ میں جو قسمت سے اُن کے نگر جاؤں گا
- ۹۸ ☆ مجھ کو محمدؐ عربی پر ہے فخر و ناز
- ۱۰۰ ☆ زحمت میں ہیں رحمت کی نظر سید عالم
- ۱۰۲ ☆ جہانِ کفر میں قذیلِ حق جس نے اجالی ہے
- ۱۰۴ ☆ رکھ لی ہے جس نے دیدہ پر خم کی آبرو
- ۱۰۶ ☆ جس کو نصیب سرورِ عالم کا پیار ہو
- ۱۰۸ ☆ اب مری آنکھوں میں روشن ہے جمالِ شاہِ دیں

- ☆ غم کا علاج آپ ہیں غم خوار آپ ہیں ۱۱۱
- ☆ دل جب نبی کی یاد میں ہوتا ہے بے قرار ۱۱۳
- ☆ جگا جوت دل میں وہ عشق نبی کی ۱۱۵
- ☆ عرش کے روشن مناروں پر مرے آقا کا نام ۱۱۷
- ☆ گلزارِ جاں پہ ہے یہ عنایت حضور کی ۱۲۰
- ☆ اعجاز ہے یہ ذکر محبوب کبریا کا ۱۲۲
- ☆ جب محمد کی بات ہوتی ہے ۱۲۴
- ☆ خدائی کے والی حبیب خدا ہیں ۱۲۶
- ☆ لب پہ نعت پیسیر مہکنے لگی دفعتاً کیف میں روح ڈھلنے لگی ۱۲۹
- ☆ میں بھی در حضور پہ جاؤں خدا کرے ۱۳۱
- ☆ خدا نے خیر الوری کی صورت فلاحِ نوع بشر کی خاطر ۱۳۳
- ☆ شفقت و رحم کا پیکر ہیں رسول اکرم ۱۳۵
- ☆ وہ باغ وہ بہار وہ بزم نبی کہاں ۱۳۸
- ☆ نبی نے نقابِ حسیں جب اٹھائی ۱۴۰
- ☆ جب عشقِ مصطفیٰ مرا ایمان ہو گیا ۱۴۲
- ☆ جب ہوں نصیب آپ کا دربار دیکھنا ۱۴۴
- ☆ جیسے شوقِ دیدارِ طیبہ رہا ہے ۱۴۷
- ☆ زندہ ہوں تڑپ دید کی آنکھوں میں بسا کر ۱۴۹
- ☆ جس کے دیارِ دل پہ ترے غم کا راج ہے ۱۵۲
- ☆ اے وجہ نمودِ شمس و قمر اے نورِ مجسم کیا کہنا ۱۵۴

- ۱۵۶ ☆ رنجوران کے ذکر سے مسرور ہو گئے
- ۱۵۸ ☆ مری جبیں کو محمد کا آستانہ ملا
- ۱۶۰ ☆ جشن خیر الوریٰ ہے کیا کہنا
- ۱۶۲ ☆ جس پر خدا کے فضل سے لطف رسول ہو
- ۱۶۴ ☆ آفتاب حق نے جب ڈالی ضیاء ایمان کی
- ۱۶۷ ☆ جب سے ہے چشم شوق کو عرفاں حضور کا
- ۱۶۹ ☆ نبی الانبیاء کا نام کیا دل کی زباں پر ہے
- ۱۷۱ ☆ جب مرے دل کو نبی کا آستاں مل جائے گا
- ۱۷۳ ☆ سورج میں چاند میں تنویر آپ سے
- ۱۷۵ ☆ جب سے ملا ہے سرورِ دوراں کا در مجھے
- ۱۷۷ ☆ جہان خیر و شر میں جب ہوئے خیر البشر پیدا
- ۱۷۹ ☆ موت کی بستی میں اب جینا مجھے دشوار ہے
- ۱۸۱ ☆ میں جذبوں میں اتنا اثر چاہتا ہوں
- ۱۸۳ ☆ ادھر غنچے چمکتے ہیں ادھر تارے دکھتے ہیں
- ۱۸۵ ☆ زمین شرزوہ پر امن کے پیغام بر آئے
- ۱۸۷ ☆ ہوئی ہے آپ کی جب رونمائی یا رسول اللہ
- ۱۸۹ ☆ وہ جس کو ہوئی ہے زیارت نبی کی
- ۱۹۱ ☆ صدائے ایماں کلام تیرا سرور جاں ہے پیام تیرا
- ۱۹۳ ☆ قطعات
- ۲۰۷ ☆ غربی آڑے آتی ہے (نعتیہ نظم)

پیرزادہ حمید صابری کی نعت گوئی

نعت لغوی اور لسانی حوالے سے عربی الاصل لفظ ہے جس کے معنی تعریف کرنا، مدح کرنا، ثنا کرنا، وصف بیان کرنا لیکن صنفِ سخن کے زاویہ نظر سے اس مدح و وصف کے اثرے کا مرکز ایک ایسی ہستی، ایک ایسی ذات والا صفات ہے کہ جس کی صفات خالق کائنات بجائے خود اپنی کتاب لاریب میں بیان فرماتا ہے۔ کتابِ مبین میں کئی مقامات پر دی برحق کو متنوع صفاتی اسمائے گرامی سے یاد فرمایا گیا ہے۔ یہ وہ ہستی کامل و اکمل ہے کہ اس پر پروردگارِ عالم اور اس کے ملائکہ درود و سلام بھیجتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی پیغمبر پر درود و سلام بھیجا کرو۔ (سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت ۵۶)

وہ ذاتِ بابرکات کہ بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبال ”نگاہِ عشق و مستی میں وہی رہا وہی آخر“ جو فرقان ہے، قرآن ہے، یس ہے، طہ ہے جو دانائے سبل ہے، ختم الرسل ہے، اس نے راہ کے غبار کو وادی سینا کا فروغ بخش دیا اور جس کی بارگاہِ اقدس میں جنید و بایزید جیسی جید ہستیاں نفسِ گم کر کے حاضر ہوتی ہیں اور جس کے مقدس دیار کو جامی نسیم کے ہاتھوں بنام دیتے ہیں اور اپنی حالتِ زار کی خبر اس سرور کونین تک پہنچانے کی التجا کرتے ہیں۔

نسیما جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمدؐ را خبر کن

مدحت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے اقبالؒ ایک جگہ عشق رسالت مآب کو دین کی اصل قرار دیتے ہیں اور مذکورہ عشق کے معدوم و مفقود ہونے کو بولہبی کہتے ہیں۔

بمصطفیٰ برسماں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اور یہ حقیقت ہے کہ عشق کی رمز کو عشق والے ہی جانتے ہیں۔ نعت گوئی کے ضمن میں ضروری ہے کہ نعت رسماً نہ کہی گئی ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت اور شیفتگی اس کی بنیاد ہو۔ جہاں تک زبان و بیان کا تعلق ہے۔ نعت گوئی کی زبان پاکیزہ اور الفاظ و تراکیب آپ کے مرتبے اور مقام کے مطابق ہونے چاہیں اور اس کا لہجہ نرم دھیما اور پُر سوز و پُر تاثیر ہونا ضروری ہے۔

اگر ہم گزشتہ دو دہائی قبل سامنے آنے والے مختلف نعت گوؤں کا ایک تعارفی جائزہ لیں تو اس ضمن میں ہمارا تعارف ایک ایسے سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگا کہ جو نعت گوئی کے حوالے سے اپنی ایک شناخت رکھتے ہیں۔ اس مقدس اور متبرک صنفِ سخن میں ان نغز گو شاعری نے نہایت محویت اور انہماک و خلوص قلب سے طبع آزمائی کی ہے اور بڑی دلجمعی اور صدق قلب سے اس ارفع صنف میں عمدہ اور بلیغ اشعار تخلیق کیے ہیں۔

پیرزادہ حمید صابری کی نعتوں کا مجموعہ ”کلید فردوس“ ان دنوں زیر طبع ہے اور وثائق امید ہے کہ سال رواں کے اختتام تک منصف شہود پر آ کر عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب و نظر کو منور کرے گا۔ نعتیہ حوالے سے ہی دوسرا مجموعہ ”جمال محمدؐ“ بھی زیر ترتیب

ہے۔ یوں تو فاضل شاعر برس ہا برس سے شعر کہہ رہے ہیں اور حمد و نعت سوز و سلام کے علاوہ دیگر اصنافِ سخن مثلاً غزل، نظم، گیت، ملی نغمے، قطعہ، رباعی (اُردو پنجابی) وغیرہ میں بھی ایک تسلسل کے ساتھ طبع آزمائی کر رہے ہیں اور مذکورہ اصنافِ سخن میں اکثر خوب تر اور زودار شعر کہتے ہیں۔ مگر ان کے تمام کلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خاص میدان نعت ہے اور ذہنی میلانات و رجحانات کے اعتبار سے مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی نہایت مرغوب و محبوب صنف ہے۔

پاکستان ٹیلی ویژن (لاہور سنٹر) کے لیے پیرزادہ حمید صابری نے نعت ہی کے حوالے سے ۱۹۹۱ء میں خصوصی پروگرام ”ہمارے حضور“ کے لیے بعثتِ نبوی سے پہلے اور آپ کی تشریف آوری کے تاریخی واقعات کو منظوم پیرائے میں ترتیب دیا تھا اور یہ پروگرام بارہ حصوں پر مشتمل تھا۔ میلاد النبی کے سلسلہ میں ٹیلی کاسٹ ہونے والے مختلف پروگراموں میں یہ سلسلہ بارہ یوم یعنی یکم ربیع الاول تا بارہ ربیع الاول تک ٹیلی کاسٹ ہوتا رہا اور ٹی وی کے ناظرین نے یہ سلسلہ بہت پسند کیا۔ اس پروگرام کے پروڈیوسر محترم کلیم ملک تھے۔ ۱۹۹۳ء میں کل پاکستان محفل نعت میں شاہ جیلاں قرآت و نعت کونسل کی جانب سے فاضل نعت گو کو مذکورہ سال کا نعتیہ ایوارڈ دیا گیا اور ۱۹۹۴ء میں نعت کے حوالے سے ہی (سیالکوٹ) میں حمید صابری کی تاجپوشی کی گئی اور اسی سال ایک اور نعتیہ ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

بہر حال یہ سب تو دنیاوی باتیں ہیں۔ ان کا اصل اعزاز ان کی بلند پایہ نعت نگاری ہے۔ جو مستقبلِ قریب میں ان کے صاحب اسلوب نعت گو ہونے کی خبر دیتی ہے۔ پیرزادہ حمید صابری کا اصل وقار اصل تکریم ان کے عجز و انکسار میں مضمر ہے اور عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی اصل متاعِ حیات ہے کہ اسی کے تصدق میں پیرزادہ حمید

صابری ایسے خوبصورت اور خوشبوئے مدحتِ نبیؐ میں رچے بسے ہوئے گلہتے بناتے ہیں
ور ان گلہائے عقیدت کو وہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے
کا اعزاز اور شرفِ عظیم حاصل کرتے ہیں۔ کچھ گلہائے عقیدت ملاحظہ فرمائیے:

جگا جوت دل میں وہ عشقِ نبیؐ کی
ستاروں میں ڈھل جائے شبِ زندگی کی
جو بزمِ نبیؐ میں ہوا ہے چراغاں
ستاروں نے کی آرزو حاضری کی

(ماخوذ ایک پیغام ایک آرزو)

پیرزادہ حمید صابری کی قادر الکلامی کے پس منظر میں ان کا ریاضِ مسلسل موجود ہے۔
جو نعت گوئی میں بھی ان کی پختہ مشقِ سخن کا عکاس ہے۔ اگر مختلف ادوار کی نعت نگاری (عربی
فارسی اور بالخصوص اردو زبان کا) تجزیاتی اور تشریحاتی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو ہمیں
معلوم ہوگا کہ تقریباً ہر دور میں نعت نگاروں نے نعت کے دامن کو وسعت دی۔ نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ آپ کے اسوۂ حسنہ آپ کے اخلاقِ حسنہ اور آپ کی
ذاتِ بابرکات سے متعلق معجزات کو اپنے اپنے اسالیب اور انداز سے بیانِ مدحتِ شفیع
المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیع تر کیا ہے۔ اسوۂ حسنہ کا متنوع حوالوں سے ذکرِ حسن
چہرہ اطہر عاداتِ مبارکہ آپ کا غریبوں اور یتیموں کا ملجا و ماویٰ ہونا معجزاتِ نبیؐ (خصوصاً
واقعہ معراج اور واقعہ شق القمر) ولادتِ باسعادت آپ کا نبی آخر الزماں ہونا رحمۃ للعالمین
ہونا آپ کا شافعِ روزِ محشر ہونا خواب میں آپ کی زیارت کی تمنا دیدارِ حرمِ پاک و دیدارِ نبوی
کی خواہش آپ کے عشق میں دل کی بے قراری آپ کے آستانہ عالیہ پر سراپا عجز و نیاز بن
کر حاضری کی تمنا، گریہ زاری، گناہوں کی بخشش کی آرزو، آستانہ عالیہ پر جا روبر کشی کی

تمنا نعت گو کا موضوع اور معروضی حوالے سے حالت زار بیان کرنا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چشمِ کرم کی التجا ذاتی حالتِ زار سے لے کر اُمتِ مسلمہ کی ناگفتہ بہ حالت کا تذکرہ ان سب عناصر کو اپنے اپنے دور کے بلند پایہ نعت گووں نے اپنے اپنے پرسوز و پرتاثر انداز میں نعتیہ شعری پیکر میں ڈھالا ہے اور اپنے اپنے اسالیب میں اظہارِ عقیدت و ارادت کیا ہے۔ یہ سب مذکورہ موضوعات ایک تسلسل کے ساتھ نعت میں سموئے جاتے رہے ہیں اور ان میں سے اکثر موضوعات نے یکجا ہو کر کلاسیکی نعت کا تعارف و شناخت وضع کی ہے۔ زیر بحث نعت گو صاحبزادہ حمید صابری نے بھی اپنے دلنشین اسلوب میں تقریباً متذکرہ تمام موضوعات کو نعتیہ اشعار میں سمو کر اپنی نعتوں کے معیار کو برقرار رکھا ہے۔ حمید صابری نے اپنے نعتیہ کلام میں حتی الامکان اس پہلو کا التزام کیا ہے کہ موضوعات کی تکرار سے ان کے کلام میں یکسانیت نہ پیدا ہونے پائے اور اس کوشش میں وہ اکثر و بیشتر کامران رہے ہیں۔ یہاں متنوع موضوعات میں سے کچھ موضوعات پر فاضل نعت گو کے کچھ اشعار قارئین کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

تفسیر پڑھ کے دیکھ لے اُم الکتاب کی
جس کو بھی ہو حضور کا کردار دیکھنا

ایک اور نعت سے منتخب اشعار ملاحظہ ہوں:

لکھوں جو مدح رسالت باہتمام لکھوں
کبھی درود لکھوں اور کبھی سلام لکھوں
ملے جو حسنِ تکلم بہ فیضِ عشقِ نبیؐ
کلامِ صادقِ اعظم کا لاکلام لکھوں

پیرزادہ حمید صابری اس نعت کا اختتام اساتذہ کے سے اسلوب میں بوساطتِ عجز

یوں کرتے ہیں:

مرا خیال بھی محدود ہے نظر بھی حمید
میں کیسے نازشِ دارین کا مقام لکھوں
ایک اور شعر کا حسن (دوسری نعت سے ماخوذ) ملاحظہ فرمائیے:

مدد کیجیے پھر مددگارِ دوراں

مصائب میں انسان پھر مبتلا ہے

اس شعر میں صرف مسلمان کے بجائے انسان اور وہ بھی مصائب زدہ انسان کے لیے مدد کی التجا کی گئی ہے۔ انسان کا مصائب میں مبتلا ہونا اور ایسے میں ہمدردگارِ دوراں سے اعانت کی التماس سے اس شعر کے کینوس کو اجاگر کیا گیا ہے اور اس کو معنوی وسعت دی ہے۔ ایک لفظی حسن اس شعر میں ”پھر“ کی تکرار نے پیدا کیا ہے۔ گویا بلاغت اس شعر کی یہ ٹھہری کہ انسان خواہ وہ کسی رنگ و نسل یا مذہب و ملت سے متعلق رہا ہو مصیبت کے وقت رحمت دو جہاں نے اس کی مدد فرمائی تھی۔ اقبالؒ نے معراج کے حوالے سے ایک بڑا ہی معنی خیز شعر کہا ہے:

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے

کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

حمید صابری نے بھی واقعہ معراج کے حوالے سے یقیناً کئی اشعار کہے ہوں گے مگر

مجھے حمید صابری کے اس شعر نے چونکا دیا۔

جب فرش سے گئے ہیں سرِ عرش آگہی

نوعِ بشر کی بڑھ گئی توقیر آپؐ سے

اس شعر میں نوعِ بشر کی توقیر بڑھنے میں دراصل عالمِ بشریت کی زد میں گردوں پائے

جانے کی بازگشت ہے۔ مگر پھر بھی یہ اپنے اسلوب کے حوالے سے عام (معراج کے موضوع پر) شعروں سے بالکل ہٹ کر ہے۔ دوسری غور طلب بات مذکورہ شعر کے مصرعہ اولیٰ میں ایک ترکیب ہے یعنی ”سر عرش آگہی“ یہاں آگہی کا لفظ ہمیں دعوتِ فکر دے رہا ہے اور اس موضوع کی علمی بحث کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

حمید صابری کی بعض نعتوں میں کچھ اشعار ایسے بھی ملتے ہیں جن میں انہوں نے جدید طرز سے مضمون آفرینی کی ہے۔ ایسے اشعار کا توجہ اور اعتنا سے مطالعہ کیا جائے تو ہمیں شاعر کی فکری اور فنی پختگی کا علم ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ شاعر نے بڑی توجہ اور غور و خوض کے بعد یہ اشعار کہے ہیں۔ باوجود اس تعمق و فکر کے ایسے شعروں میں بے ساختگی کا حسن مجروح نہیں ہوا۔ ایک نعت سے ماخوذ چند اشعار دیکھئے:

مرے کشکول دل میں جس قدر ایماں کی دولت ہے
خدا کی دین ہے سرکارِ دوراں کی عنایت ہے
فضاؤں میں نہ کیوں ہوں قہقہے روشن درودوں کے
جہاں میں آج سلطانوں کے سلاطین کی ولادت ہے

ہیئت کے حوالے سے مذکورہ نعت شریف اگرچہ غزل کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ تاہم شاعر نے اپنی پختہ ریاضت، مشقِ سخن اور قادر الکلامی کے سبب دوہرے قافیے کا اہتمام و التزام کیا ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ عمر کے مقابلے میں حمید صابری کا ریاض زیادہ پختہ اور مستحکم ہے۔

پھر انھیں اپنے عہد کے دو عظیم زبان دانوں اور ماہرین فن حضرت احسان دانش اور حضرت ذوقی مظفر نگری کے سامنے زانوئے تلمذتہ کرنے کا شرف بھی حاصل رہا ہے اور وہ اس وقت (زیر بحث شاعر) بذاتِ خود صاحبِ تلامذہ شاعر ہیں۔ وہ بے تکان شعر کہتے

چلے جاتے ہیں۔ زود گو ہیں۔ ان کی یہی زود گوئی بعض اوقات ان کی نعتوں میں بھی سپاٹ اور بیانیہ اشعار کا باعث بنتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فاضل شاعر نے طبیعت کی روانی اور جوش میں یہ اشعار کہے ہیں۔ اس کا ایک ثبوت ان کے ایک ہی قاضی کو مختلف انداز میں باندھنے سے بھی عیاں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کہی نعتوں میں اشعار کی تعداد بھی نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ جن بحر اور جن زمینوں میں حمید صابری نے نعتیں کہی ہیں۔ وہ بھی اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ شاعر فطری طور پر ایک مشاق ذہن کا مالک ہے۔ حمید صابری کو زبان و بیان کے استعمال کا ہنر آتا ہے۔

اس پر دونوں مذکورہ اساتذہ کی تربیت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے۔ حمید صابری کی نعتوں کی زبان بڑی شستہ صاف ستھری پاکیزہ اور نٹھری ہوئی ہوتی ہے۔ سلاست اور روانی کی صفات اس پر مستزاد ہیں۔ اگر زبان و بیان کے حوالے سے انھیں یہ دسترس حاصل نہ ہوتی اور ان کی مشق اتنی پختہ نہ ہوتی تو یقیناً ان کی نعت زود گوئی کے ہاتھوں وہ معیار برقرار نہ رکھ سکتی جو اس وقت ہے۔ مگر اصل روح ان کی وہ لگن ہے تڑپ ہے سوزِ دروں ہے۔ یہ عناصر انھیں ہادیٰ برحق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی وساطت سے میسر آئے ہیں اور یہ عناصر کیا ہیں۔ یہ تو لعل ناب ہیں جو مقدر والوں کو ملا کرتے ہیں اور اس اعتبار سے حمید صابری فی الحقیقت بڑے نصیب والے ہیں کہ انھوں نے اپنے ذاتی مصائب و آلام کو بھی اپنے غم دوراں کو بھی غم محبوب یزداں میں ضم کر دیا ہے اور یہی انضمام درحقیقت عشقِ مصطفیٰ کی پہچان ہے۔

زبان و بیان اور الفاظ و تراکیب کے انتخاب کے سلسلے میں پیرزادہ حمید صابری نے اکثر بیشتر نہایت محتاط رویہ اختیار کیا ہے۔ تلامذہ سازی کے مشکل مرحلے کو انھوں نے قابل رشک حد تک فنکارانہ انداز میں طے کیا ہے۔ تلامذہ بنانے سے سوچنے اور نبھانے میں

فاضل شاعر نے خوب توجہ صرف کی ہے۔ زبان کی شستگی اور سلاست نے شعروں کو بڑا واضح اور شفاف رکھا ہے کہ یہی نعت کا تقاضا ہے اور اب ایک ایسی نعت کے چند اشعار کا مطالعہ کیجیے اور شاعر کے دل و دماغ میں رچی بسی ہوئی پاکیزہ خواہش کو محسوس کیجیے اور اندازہ لگائیے کہ شاعر کی باطنی تڑپ اور سوزِ دروں نے اس کے کلام میں کس قدر تاثیر پیدا کر دی ہے۔

کرم نخلِ دل پر رسولِ مکرم
میں ذوقِ طلب کا ثمر چاہتا ہوں
جھلک جس میں رُوئے نبی کی ہو روشن
میں اک ایسا داغِ جگر چاہتا ہوں

تنقیدی نقطہ نگاہ سے حمید صابری کے کلام کا بالاستعیاب مطالعہ اس بات کا بڑا ہی واضح ثبوت پیش کرتا ہے کہ نعت گوئی اور پھر بلند پایہ نعت گوئی جن عوامل و عناصر جن احساسات و محرکات کی متقاضی ہوا کرتی ہے۔ اُن جذبات و احساسات کا وافر ذخیرہ بتوفیق الہی ان کے قلب و نظر میں خوب رچا بسا ہوا ہے۔ مستقبل میں اُن کی ریاضت ان کا مطالعہ اور سب سے بڑھ کر ان کا سوزِ دروں شیر و شکر ہو کر ان کے آئینہ نعت کو خوب صیقل کریں گے۔ ابھی اس مقدس پاکیزہ اور مبارک صنفِ سخن میں انھوں نے بفضلِ تعالیٰ بہت آگے بڑھنا ہے اور آنے والے دنوں میں ان کا شمار بالیقین صاحبِ اسلوب نعت گووں میں ہوگا۔

پروفیسر سلیم الرحمن

۱۹۹۱ء

عکسِ شناسائی

۱۴ فروری ۱۹۶۸ء کی بات ہے۔ مجددیہ اسلامیہ کالج آسٹریلیا بلڈنگ لاہور میں انتظامیہ ادارہ نے یومِ مجدد الفِ ثانی منانے کا اہتمام کیا۔ دوسرے کئی پرائیویٹ کالجوں کے پرنسپل صاحبان بھی مدعو تھے۔ ملک کے نامور مورخ اور ماہرِ تعلیم اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے پرنسپل مولانا علم الدین سالک مرحوم کی صدارت تھی۔ مہمانانِ گرامی کا تعارف نظم کی صورت میں میرے حصہ میں آیا۔ وہیں حضرت علامہ ذوقی مظفرنگری صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اختتامِ تقریب کے بعد علامہ صاحب سے گفتگو کا سلسلہ چل نکلا۔ ایک دوسرے کے تعارف کے بعد استاذ المکرم پروفیسر محمد استقلال خاں صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر علامہ صاحب کے ہاتھ میں دے دیا۔ یوں مجھے ان کے تلمذ کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ میں جو کچھ لکھتا انھیں دکھانے کے لیے ان کے درِ دولت پر حاضر ہو جاتا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہمارے مراسمِ استادِ شاگردی کے ساتھ دوستی میں تبدیل ہو گئے۔

ایک مرتبہ جبکہ میں ایک غزلِ اصلاح کے لیے ان کے پاس لے گیا۔ ایک مختصر سا نوجوان وہاں بیٹھا دیکھا، دبلا پتلا درمیانے قد اور گورے رنگ کا شرمیلا سا سر پر کلجی رنگ کے کپڑے کی ٹوپی بڑی ادا کے ساتھ رکھے ہوئے دھیمی آواز میں علامہ صاحب سے محو گفتگو تعارف پر معلوم ہوا کہ یہ پیرزادہ حمید صابری ہیں۔ ریڈیو پاکستان میں ملازم ہیں۔ اردو اور پنجابی کے عمدہ شاعر ہیں۔ استاد بھائی ہونے کے ناتے ہماری ملاقاتیں قربت پھر دوستی اور پھر اخوت میں تبدیل گئیں۔

ان دنوں جبکہ ان کا پہلا نعتیہ مجموعہ کلید فردوس بڑی تیزی کے ساتھ اشاعت کے مراحل طے کر رہا ہے۔ مجھے ان کا تعارف لکھنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔ پیدائشی نام عبدالحمید سید گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ قلمی نام حمید صابری پاکستان کے دل مدینہ العلم داتا کی نگری لاہور میں پیدا ہوئے اور آج اس گوارہ علم و ادب لاہور میں علم و ادب اور طب و حکمت کے میدان میں اپنا نام روشن کیے ہوئے ہیں۔ ہوش سنبھالا تو والد ماجد نے اپنی مذہبی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اپنے ہونہار بیٹے کو ایک دینی مدرسہ میں داخل کرادیا۔ حمید صابری کے والد محترم سید جمال الدین مشہدی (المعروف بابا جمن شاہ نظامی) ریلوے میں ملازمت کے ساتھ ساتھ تجارت اور خاندانی پیشہ طب و حکمت کا بھی شغل رکھتے تھے۔ چنانچہ صابری صاحب نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا۔ قرآن مجید کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دین و مذہب کا مطالعہ کیا۔ قرآن و حدیث میں کافی مہارت حاصل کی۔ طب کی بنیادی تعلیم اپنے نانا حکیم پیر سید یعقوب علی مشہدی دہلوی میر مرحوم اور حکیم پیر سید حافظ کریم اللہ رضوی (علیگ) جو کہ شاہی طبیب بھی رہے سے حاصل کی اور تکمیل اپنے والد گرامی سے کی۔ ۱۹۷۲ء میں میٹرک ہی میں تھے تو مشفق والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ دورانِ تعلیم ہی تلاشِ روزگار میں چل نکلے۔

اسی دوران میں ڈسپنک کا کورس مکمل کیا اور تین چار سال تک مختلف ڈاکٹر صاحبان کے ساتھ کام کیا اور اپنی تعلیم بھی جاری رکھی۔ ان کی زندگی مسلسل جدوجہد اور شبانہ عمل سے عبارت ہے۔ پیر گھرانہ طریقت کی طرف رجحان وافر ذوق بیعت کشاں کشاں پاک تین شریف لے گیا۔ جہاں قبلہ پیر سید فیض الحسن چشتی صابری کے دستِ حق پرست میں اپنا ہاتھ دے دیا اور کلاہِ خلافت سے معزز ہوئے۔ نیز اپنے ماموں حکیم پیر سید عبدالغفور رضوی چشتی نظامی سے خلافت حاصل کی۔

ایک عرصہ نقشبندیہ سلسلہ کے صاحب شریعت بزرگ حضرت پیر عبدالمجید فاروقی سے بھی کسب فیض کیا اور کچھ عرصہ مولانا محمد وجیہ السیما عرفانی سے بھی حسن سلوک حاصل کیا۔ اس کے علاوہ علم عملیات، علم العداد اور مجاہدات کے لیے حضرت صوفی عبدالعزیز چشتی صابری سے رجوع کیا اور سلوک و معرفت کی منزل طے کیں اور معروف قطع گو حضرت رئیس امر و ہوی سے بھی علم نجوم حاصل کیا۔ میں نے اکثر استاذ قسم کے شعرا کو یہ کہتے سنا کہ ”بھئی یہ بچہ اتنی چھوٹی عمر میں جس مقام پر ہے وہ بڑے بڑے ادیبوں اور شاعروں کو بھی نصیب نہ ہو سکا۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی اللہ اور اس کے رسولِ محتشم کا خاص کرم ہے اور خواجگانِ چشت شہشاہِ کلیر، مخدوم زماں، منبہ، فیض و عرفان، مخدوم سید علی احمد صابر کلیری کی خصوصی توجہ اور نسبتِ عالی ہی کا اعجاز ہے۔ جو آج حمید صابری اپنی عمر سے کہیں زیادہ قد آور اور بزرگ دکھائی دیتے ہیں۔ انھیں شعرو شاعری کا ذوق دوسری جماعت ہی سے تھا۔ ہر صنفِ شاعری میں کامیاب طبع آزمائی کی۔ مرغوب صنفِ غزل اور نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ میلانِ طبع خصوصاً نعت کی طرف ہے اور آج کل نعت کے حوالے ہی سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ملکی و غیر ملکی معیاری ادبی جرائد و رسائل میں ان کا کلام اشاعت پذیر ہوتا رہتا ہے۔ چار مجموعے ترتیب دے چکے ہیں۔ جن میں دو نعتیہ ایک غزلیہ اور ایک قومی گیتوں پر مشتمل ہے اور پہلا نعتیہ مجموعہ ”کلید فردوس“ کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ دوسرا ”جمالِ محمدؐ“ کے نام سے عنقریب جلوہ گر ہوگا۔ ان دنوں آبائی پیشہ طب و حکمت کے ساتھ ساتھ ریڈیو پاکستان لاہور سے منسلک ہیں۔

مختار احمد ساقی گجراتی

ایم اے بی ایڈ لاہور

۱۷-۷-۱۹۸۸ء

کلید فردوس پر ایک نظر

عبدالحمید ادبی و علمی حلقوں میں پیرزادہ حمید صابری کے نام سے معروف ہیں۔ شوقِ شاعری طالبِ علمی ہی کے زمانے سے ہے۔ حمید صابری عنقوانِ شباب کے دور میں مذاقِ تخلیقِ سخن کی چادر اوڑھے مجھ جو یائے علم و فن کے پاس آئے اور فنِ شعر و سخن حاصل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے ان کے دل میں جھانکا تو مجھے اس میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشجار مہکتے نظر آئے۔ دورانِ گفتگو انہوں نے اپنے چند اشعار سنائے اور یوں موصوف میرے حلقہء تلامذہ میں شامل ہو گئے۔

مجھے ان کے اشعار میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ نمایاں نظر آیا یہ الگ بات ہے کہ حمید صابری بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں لیکن ان کی کہی غزل بھی نعت کے دودھیا سمندر میں دھلی ہوئی نظر آتی ہے۔

نعتِ رسول کہنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ حمد، نعت، سلام، منقبت سب مدیحہ اصنافِ سخن ہیں۔ ان میں تدریجی آداب کا خیال رکھنا ایک دشوار عمل ہے۔ ہمارا یہ شاعر اس تدریجی عمل میں بدرجہء اتم کامیاب ہے۔

غزل اور نعت میں ایک نازک سافرق ہے وہ یہ کہ غزل میں شاعر اپنے مجازی محبوب کی تعریف کرتا ہے اور نعت محبوبِ خدا میں مدحِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وادیوں سے گزر کر حقیقی منزل سے ہمکنار ہوتا ہے۔ کچھ ایسا ہی اس درویشِ منش عاشقِ رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ذوقِ شاعری کے ساتھ ہوا۔ یہ غزل کے ساتھ تو اتر سے نعت کہتے کہتے عشق مجاز سے گزرتے ہوئے معراجِ عشقِ حقیقی کی منزل پر فائز ہو گئے۔

الحمد للہ علی احسانہ کہ آج موصوف ایک ضخیم نعتیہ مجموعہ کلام (کلید فردوس) کے خالق ہیں۔ جہاں تک راقم الحروف کے تجربات و مشاہدات کا تعلق ہے۔ میں بجا طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ جب شاعر کے گلستانِ دل میں عشقِ رسول کی بہار مہکتی ہے تو اس مہکار سے دماغ مستفیض ہو کر لب خاموش کو لہجہ التماس عطا فرماتا ہے تو شاعر کے لب گویا سے پھلکنے والے حرف و خیال کو نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موسوم کیا جاتا ہے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر یہ نعمتِ رخشندہ و تابندہ کسی شاعر کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

کلید فردوس کا ہر شعر میری نظر سے گزرا ہے۔ بہ نظر عمیق دیکھنے سے مجھ پر یہ کھلا کہ حمید صابری کے کلام میں صداقت افکار اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار نہایت عاجزانہ اور صابرانہ طور پر کیا گیا ہے۔ حمید صابری نے اپنے خوبصورت نعتیہ اشعار میں جہاں نورِ ازل کی تصویر کاری کی ہے وہاں امتِ مرحوم کی خستہ حالی اور اختلافات باہمی پر عنابی آنسو ہی نہیں بہائے بلکہ اتحادِ عالمِ اسلام کی کامیاب کوشش بھی کی ہے۔ مثلاً اُن کا یہ شعر

اک نبی کے اُمتی ہواک ہی رستے پر چلو

اختلافِ باہمی کی رہ گزر کو چھوڑ کر

ایک جگہ حضور کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی دعوت دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

سنت کو اگر اوڑھ لے اب زندہ نبی کی

مر سکتی نہیں اُمتِ سلطانِ مدینہ

یوں تو حمید صابری نے حمد باری تعالیٰ سلام اہل بیعتِ مصطفیٰ اور مناقبِ اولیاء اللہ کی

تخلیق میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اور فیضانِ اولیاء کرام سے فیضیاب ہونے والے صوفیائے عظام نے بھی حمید صابری کے علم و فن کو سند اعتراف سے نوازا ہے۔ ان کی نعتیہ تخلیق کلید فردوس میں جا بجا عشق رسول کے مہکتے ہوئے گلاب مسکراتے نظر آتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر باری تعالیٰ نے خود قرآن کی صورت میں نسخہ کیمیا نازل فرمایا۔ چنانچہ شاعر نے اسی نسخہ کیمیا سے چند اجزا اشعار کی صورت میں پیش کر کے امت مرحوم کی رہنمائی کی ہے۔

نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تخلیقی عمل کا ثمرہ صرف دنیاوی نام و نمود ہی نہیں بلکہ مجھے یقین کامل ہے کہ اگر نعت کہنے والے شاعر نے کسی قسم کا شرک نہ کیا ہو تو وہ بلاشبہ بلکہ بلا تاخیر فردوسِ رضواں کی بہاروں سے مستفیض ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے پایاں رحمت اور خصوصی شفاعت سے بہرہ مند ہی نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعام و اکرام کا مستحق بھی قرار پائے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ حمید صابری اپنی بابرکت فکری تخلیق (کلید فردوس) کے حوالے سے ادبی دنیا میں ہمیشہ احترام کی نظر سے دیکھے جائیں گے اور محشر میں یقیناً شفیع محشر کے سائبانِ رحمت میں قیام پذیر ہوں گے۔ آمین!

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ!

ذوقی مظفر نگری

مطابق چودہ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

۲۱ اکتوبر ۲۰۰۲ء

پیرزادہ حمید صابری صحیح معنوں میں ڈوب کر نعت کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے وہ والہیت حد تک عشق کرتے ہیں اور اسی جذبے نے ان کی نعتیں سنواری اور سجائی ہیں۔ ان کے مطالعے سے قاری پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس میں سے پیرزادہ حمید صابری نعتوں کی تخلیق کے لمحات میں گزرتے ہوں گے۔

احمد ندیم قاسمی

مورخہ ۲۵ نومبر ۲۰۰۲ء

بلند نگاہ

پیرزادہ حمید صابری کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ یہ باشعور بلند نگاہ ایک ذہین نوجوان شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے سینے میں پرسوز دل رکھتا ہے۔ اس کی آنکھیں خوف خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر جمیل پر اکثر اشکبار ہو جاتی ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنا عرفان اور اپنے پیارے محبوب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا والہانہ جذبہ بخش کر محبت کا سرمایہ وافر مقدار میں عطا فرمایا ہے۔ اس کے نعتیہ اشعار اس حقیقت کا واضح ثبوت ہیں۔

یہ حق پسندی اور وسعت قلبی کی لازوال دولت سے مالا مال ہے، حمید صابری علم و فن میں دوسرے شعراء سے کم نہیں بلکہ اپنے احساسات و مشاہدات اور تجربات کو بڑے سلیقے سے شعری قالب میں ڈھال کر خواص و عوام سے داد تحسین حاصل کرنے کا ہنر خوب جانتا ہے۔ اس کے اشعار پڑھنے سے اس کی ذہانت اور کمال علم و فن نکھر کر سامنے آتا ہے۔ کلام میں پختگی کے جوہر نمایاں ہیں میری نظر میں یہی ایک کامیاب شاعر کی نشانی ہے۔ شاعری میں اس کا اپنا رنگ نہایت اعلیٰ نہایت عمدہ اور نور و نکہت سے آراستہ پاکیزہ جذبوں سے ایمان کی پہچان بن گیا ہے۔

ڈاکٹر الحاجیہ حشمت آرا حجاب

وسن پورہ لاہور

۱۱ نومبر ۱۹۸۲ء

قصہ مختصر

اردو کی اصناف سخن میں نعت گوئی جس قدر وقت طلب اور احتیاط کی متقاضی ہے۔ شعر کی دوسری اقسام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ غزل کا محبوب شانہ و گیسو کے علاوہ کسی شے کا طالب نہیں لیکن نعت شریف کا ممدوح کون ہے مکاں اور زمان و لا زمان کی حدود سے بلند ہے۔ اس کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے لیے شاعر کو اپنی روح کے اعلیٰ ترین احساسات کو بروئے کار لانا پڑتا ہے۔ پیرزادہ حمید صابری نعت کہتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا تخیل مادی استعمار کی حدود سے بلند تر ہو گیا ہے۔ پُر سوز لہجہ، نکھرا ہوا تخیل، دلنشین انداز بیان نعت گوئی میں کسی مبالغہ آرائی کی گنجائش نہیں کیونکہ موضوع نعت یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود بے مثال انسانی مبالغے کی ہر حد سے ماورا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ تو حقیقت یہ ہے کہ نعت سازی کا اقتضا یہی ہے کہ زبان و بیان اور اظہار و ابلاغ دونوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ الحمد للہ کہ پیرزادہ حمید صابری اس کوشش میں کامیاب رہے ہیں۔

رئیس امر و ہوی، کراچی

نجابت، شرافت اور وضعداری کا پیکر، عجز و گداز جزو طبیعت، سینے میں موجزن نور قرآن جبیں سے ہویدا، مطالب قرآن و حدیث سے استفادہ گفتار و کردار سے ظاہر، چشتی صابری سلسلہ سے جذب و انجذاب سمیٹے، طبی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ، فن شعر میں حضرت احسان دانش مرحوم کے بعد استاد ذوقی مظفر نگری سے فیض یاب یہ نوجوان ہے۔ پیرزادہ حمید صابری۔

”کلید فردوس“ اس کا پہلا مجموعہ نعت ہے جسے ترتیب پائے چھ سات برس ہونے کو آئے ہیں۔ اسی اثنا میں وہ دوسرا مجموعہ نعت ”جمال محمد“ بھی ترتیب دے چکا ہے۔ گویا وہ تواتر کے ساتھ نعت کہہ رہا ہے اور رفتہ رفتہ نعت میں ڈوبتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی نعت میں سیرت اطہر کے نقوش زیادہ نمایاں ہیں اور نظام مصطفیٰ کے خدو خال کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ذاتی اور عصری آشوب کے حوالوں سے وہ جا بجا طلب رحمت کرتا نظر آتا ہے۔ گویا اس کی نعت میں دور موجود کی نعت کا ہر ذائقہ اور خوشبو موجود ہے۔

حفیظ تائب

۵ نومبر ۱۹۹۴ء

جمال و جلال

پیرزادہ حمید صابری علمی و ادبی حوالہ سے میرے معنوی برادر ہیں۔ میرا ان سے تعلق تقریباً بیس پچیس برس کے خوشگوار ماحول کے حسین دورانیہ کا آئینہ دار ہے۔ حسنِ اخلاق، جذبِ منساری اور ذوقِ تعلق استواری ان کی دودھیا شخصیت کا جزو لاینفک ہے۔ یہ مجلسی انسان ہیں ان کے کردار گفتار میں ان کا خاندانی جمال و جلال جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ ان کا ظاہر و باطن ان کے بیباکانہ لب و لہجہ سے واضح ہے۔ یہ بذلہ سخی، حاضر جوابی اور فقرہ بازی کے ذریعے دوست احباب کی اصلاح کا احسن سلیقہ رکھتے ہیں۔

حمید صابری اردو اور پنجابی کے صاحبِ سند شاعر ہونے کے حوالہ سے علمی و ادبی حلقوں میں باعزت طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ بلا کے زودگو اور اعلیٰ سخن فہمی کا ادراک رکھنے والے شاعر ہیں۔ ہر صنفِ سخن میں کامیاب طبع آزمائی فرماتے ہیں لیکن مدوحِ خالق و مخلوق کی مدح سرائی نواپنے لیے اعزاز فرماتے ہیں اور نعت ہی کے توسط سے اپنی منفرد شناخت قائم کیے ہوئے ہیں۔ بقول ان کے۔

کب جانتا تھا کوئی تمہیں دہر میں حمید
مدحِ رسولِ پاک سے مشہور ہو گئے

پیرزادہ حمید صابری نظم و نثر دونوں واسطوں سے ممتاز مقام پر فائز نظر آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں انھیں جس عمر اور جس دور میں اقلیمِ علم و ادب میں جو مقام حاصل ہے یہ انہی کا حصہ ہے۔

میں انھیں ان کے اس اوّلین نعتیہ مجموعہ کلید فردوس کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

بشیر رحمانی

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء

صدر انجمن ترویج ابرود

ایک زمانہ ہوا پیرزادہ سید حمید صابری اپنا نعتیہ کلام اپنے محدود وسائل اور نامساعد حالات کی بنا پر نہیں چھپوا سکے تھے۔ مگر گزشتہ پندرہ برس سے ملک بھر کے بڑے اخباروں اور مجلسوں میں ان کا نعتیہ کلام اور ملی نغمے چھپتے چلے آ رہے ہیں۔ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ ایک کہنہ مشق شاعر اور مسند ادیب ہیں۔ میں انھیں ذاتی طور پر جانتا ہوں اور ان کے جوہر قابل کی قدر کرتا ہوں۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ آج کل ان کا نعتیہ مجموعہ کلام کلید فردوس اشاعت پذیری کے مراحل طے کر رہا ہے۔ میں انھیں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

نیاز مند

سجاد حیدر

صدر پاکستان پنجاب ادبی بورڈ، لاہور
سابق سٹیشن ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان، لاہور

۱۲/اپریل ۱۹۹۱ء

حرفِ تمنا

پیرزادہ حمید صابری کو میں اُس دور سے جانتا ہوں جب میں سنٹرل پروڈکشن یونٹ لاہور میں شعبہ موسیقی کا انچارج تھا۔ اکثر ریکارڈنگ کے لیے اچھے کلام کے انتخاب کے سلسلے میں حمید صابری سے مشورہ رہتا۔

پیرزادہ حمید صابری بنیادی طور پر اچھا شاعر ہے اس نے ہر صنفِ سخن میں کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔ ہر دو زبان یعنی اُردو اور پنجابی میں مشقِ سخن کرتا ہے۔ غزل گیت نظم منقبت قطعہ اور رباعی وغیرہ میں بھی عمدہ شعر کہے ہیں لیکن اس کا اصل میدان نعت ہے اور نعت گوئی ہی کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ ان کا یہ شعر میری اس بات کی دلیل ہے۔

کب جانتا تھا کوئی تمہیں دہر میں حمید

مدحِ رسولِ پاک سے مشہور ہو گئے

پیرزادہ حمید صابری شعر گوئی کی خداداد صلاحیت کی بدولت شعر کو سمجھنے اور کہنے کا قرینہ خوب جانتا ہے۔ عشقِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمان کے لیے سرمایہ حیات ہے اور اس کے اظہار کا ذریعہ نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ مدحِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا سچے عشق اور سچی نسبت کی معراج ہے۔ نعت کہنے والا نعت کہتے اور سنتے وقت سراپا ادب ہوتا ہے اور یہ حسنِ ادب و احترام پیرزادہ حمید صابری کو ورثہ میں ملا ہے۔ کیونکہ وہ ایک مذہبی گھرانے کا چشم و چراغ ہے۔ کلید فردوس

اس کی کہی ہوئی نعتوں کا پہلا مجموعہ ہے۔

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ اس نوجوان کو میں ایک زمانہ سے جانتا ہوں اس کا اور میرا تعلق ایک مخلص دوست اور اچھے ساتھی کی مانند ہے۔ یہ نہایت مودب اور بااخلاق اور ملنسار دوست ہے۔ یہ شعر و سخن کے علاوہ رموز نثریات سے بخوبی آگاہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو ریڈیو پاکستان میں ہر شخص عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ پاک حمید صابری کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور اس کے نعتیہ مجموعہ ”کلید فردوس“ کو اپنی بارگاہ میں منظور فرمائے۔ آمین۔

محمد اعظم خان

کنٹرولر ریڈیو پاکستان، لاہور

۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء

کھلی کتاب

میری ریڈیو پاکستان لاہور کی برسوں بحیثیت ٹیپ لائبریرین ۳۷ سال پر محیط ہے۔ میں نے بہت سے نشریاتی اتار چڑھاؤ کے ادوار دیکھے۔

بڑی بڑی قد آور شخصیات سے بالمشافہ ملنے کے بھی نادر مواقع میسر آئے جن میں صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، احسان دانش، قتیل شفائی، ناصر کاظمی، فیض احمد فیض سے لے کر آج کا ہر قابل نوجوان شاعر اور ادیب قابل ذکر ہیں۔ اسی قبیلے سے متعلق ایک نوجوان شاعر جو کہ میری دفتری ذمے داریوں کی بجائے آوری میں میرے مدد و معاون کی حیثیت سے شریک ہیں یعنی پیرزادہ زادہ حمید صابری آپ تقریباً اٹھارہ انیس برس سے بحیثیت معاون ٹیپ لائبریرین میرے ساتھ اپنے فرائض مفوضہ بہ حسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ حمید صابری ایک تعلیم یافتہ ذہین، محنتی، مستعد اور حسن تعاون رکھنے والے انسان ہیں۔ میں ان کے بارے میں کیا لکھ سکتا ہوں جب کہ بذاتِ خود ان کی شخصیت ایک کھلی کتاب کی صورت ہے۔ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ بیباکی و خودداری ان کی شخصیت کا جزو لاینفک ہے۔ یہ انتہائی مذہبی قسم کے

انسان ہیں جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو میں نے انھیں بڑے بڑے شاعروں کے مقابلے میں ایک الگ اور منفرد شاعر اور ادیب کے مقام پر فائز دیکھا۔ شعر کہنے کا ہنر تو آتا ہی ہے لیکن شعر کو جانچنے پر کھنے اور اُس کی اصلاح و صحت کا سلیقہ بھی خوب سمجھتے ہیں۔ میں نے ان کو اکثر چونکا دینے والے اشعار کہتے سنا اور دیکھا ہے یہ میرے لیے انتہائی خوش بختی کا مقام ہے کہ مجھے پیرزادہ حمید صابری جیسے خلیق، نیک، ملنسار، دیانتدار، منکسر المزاج اور محبت و اخوت کے جذبات سے سرشار دل رکھنے والے شخص کی رفاقت نصیب ہے۔

میری دعا ہے کہ حمید صابری اپنی سچی شاعری کے باعث حقیقتوں کا علم بن کر دنیا کے ادب پر لہرائے آئیں۔

اعجاز حسین چوہدری

سابق لائبریرین

ریڈیو پاکستان، لاہور

۱۱/۲/۲۰۰۲ء

حمید صابری — ایک خوش آہنگ نعت گو

میرے خیال میں نعت فنی حوالے سے ہو یا جذبہ و ایمان اور واردات قلبی کے تحت دونوں صورتوں میں بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ عقیدت لیے ہوئے ایک شاعر کے قلم سے نکلنے والے الفاظ بقائے دوام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تاہم تخلیق شعر کے عمل میں فنی لوازم کے ساتھ ساتھ جذبہ و فکر شاعر کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندگی کے لیے سانس کا عمل۔ سانس لیے بغیر کسی بھی جاندار کا وجود بے معنی بے جان اور بے رُوح قرار دیا جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں اسے ایک مردہ وجود کے سوا کچھ نہیں سمجھا جاسکتا۔ حرف کی شکل بھی اُس وقت تک بے معنی اور بے رُوح ہے جب تک اس میں جذبے کی رُوح، فکر کی تازگی اور احساس کی توانائی شامل نہیں ہوتی۔ یہ معاملہ تو عمومی شاعری کا ہے اور جب معاملہ نعت کا ہو تو اس میں ان سب خصوصیات کے ساتھ ایمان کی سلامتی اور ایمانی عقیدے کی پختگی بھی شامل ہو جاتی ہے جسے صرف بلند فکری، فنی پختگی اور اسلوب و اظہار کے تنوع تک محدود نہیں کیا جاسکتا بلکہ معاملہ اس سے کہیں آگے ہے۔ اتنا آگے کہ کسی بھی شاعر کی وسعت نظر مقامات نعت کے حدود و امکانات کا تعین کرنے سے قاصر ہے۔ نعت نگاری وہ کٹھن اور مقدس راستہ ہے جسے فارسی کے شاعر عرفی شیرازی نے تلوار کی دھار قرار دیا ہے۔ جبکہ یہ راستہ اس پُل صراط سے بھی زیادہ دشوار گزار دکھائی دیتا ہے جس سے سلامتی کے ساتھ گزرنا بہر حال ضروری ہے اور یہ ایمان اور عقیدے کی سلامتی کے بغیر ممکن نہیں ورنہ نتیجہ معلوم۔۔۔ استغفر اللہ! اس لحاظ سے نعت گو شاعر کے لیے اُس ایمانی توازن کا ہونا از بس ضروری ہے جو اسے اس دشوار گزار راستے سے سلامت گزر جانے میں معاون ثابت ہو۔ یہ توازن ایمان کا بھی ہے اور اُس فکری غلو سے بچنے کا بھی جو عمومی شاعری کے لیے بھی ناگوار ہے اور یہاں تو معاملہ پھر وہی نعت کا ہے۔

مجھے حمید صابری کی نعت پڑھتے ہوئے یہ خیال اس لیے بھی پیدا ہوا کہ حمید صابری نے غزل سے نعت کی طرف سفر اختیار کیا ہے۔ گو کہ اب اس کا سفر اس راستے پر بہت آگے تک طے ہو چکا

ہے لیکن غزل میں دنیوی محبوب کے لیے جس قدر وسعت کا سامان موجود ہے وہ شاعر کو کہیں کہیں مبالغے کی حدود میں داخل کر دیتا ہے اور اس کا آزاد قلم اس راستے پر اتنی سرعت کے ساتھ نئی جہتوں کی طرف گام زن ہو جاتا ہے کہ وہ ”کہیں اور سنا کرے کوئی“۔ اس میں تخیل کی اڑان کسی مخصوص فضا کی پابند نہیں۔ گویا غزل کی فضا شاعر کو اتنا اونچا اڑالے جاتی ہے کہ زمین اسے ایک نقطے اور آسمان ایک بیضہ مور سے زیادہ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ جبکہ نعت میں کسی مبالغے کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں۔ قرآنی تعلیمات نے نعت گو شاعر کو اس حد تک پابند کر دیا ہے کہ وہ اگر اس تخلیقی فضا میں پر کشادہ ہونا بھی چاہے تو صرف اس حد تک جو اس کے لیے متعین کر دی گئی ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ حمید صابری نعت کی اس مقدس اور متعین فضا میں اپنے ایمانی جذبے کی توانائی اور فکری سلامت روی کے ساتھ محور واز ہے۔ وہ پوری طرح نعت نگاری کی مشکلات سے بھی آگاہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اقدس کی ایمان افروز خصوصیات بھی اس کی نظر میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا قلم اس مقدس راہ گزر کا وہ رہوار خوش خرام ہے جو اپنی منزل کی طرف مکمل اعتماد کے ساتھ رواں دواں ہے۔

حمید صابری ایک قابل احترام مذہبی گھرانے کا فرد ہے اور اس کی دینی تربیت جس نہج پر ہوئی اس کے مسلک نعت گوئی کے لیے مستزاد ہے۔ وہ ایک خوش آہنگ نعت گو شاعر ہے اور قرآن و حدیث اور سیرت اطہر کی رعنائیوں سے اپنے ایمان و ایقان کو درخشاں رکھتا ہے۔ وہ نعت کے لیے ان فکری جزئیات کو بھی اپنے عقیدے کی بنیاد بناتا ہے جو نعت گوئی کے مقدس فریضے کی ادائیگی میں اس کے تخلیقی عمل کو مثبت مواد اور توانائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ مثبت مواد اور توانائی اسے قرآن و حدیث اور سیرت اطہر کے مطالعے نے بخشی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حمید صابری کی نعت میں جس خوش آہنگ اسلوب میں سیرت اقدس کے مضامین رقم ہوئے ہیں ان سے اسے ایک معتبر نعت نگار کا درجہ ملنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ میری دعا ہے کہ اللہ عزوجل اس کے قلم کو مزید توانائی عطا فرمائے اور اس کا قلم تادم آخرنعت کا مقدس فریضہ ادا کرنے میں مسلسل رواں رہے۔ آمین!

خالد علیم

آہنگِ سپاس

نثر نگاری ہو یا شعر نگاری قدیم اساتذہ کرام نے شاید ہی کوئی مضمون، کوئی تلمیح، کوئی استعارہ ایسا ہوگا کہ جو استعمال نہ کیا ہوگا۔ اسی طرح نثر نویسی میں بھی کم سے کم ہی گنجائش چھوڑی ہوگی اور اب اس کشاکش اور فتنہ سامانیوں کے دور میں جبکہ نمائندہ اور دیانت دار اہل علم و ادب حضرات اپنے دامن میں سوائے معاشی و معاشرتی الجھنوں اور پریشانیوں کے کچھ بھی نہ رکھتے ہوں اس کر بناک ماجول میں انھیں ذہنی و قلبی یکسوئی کیونکر میسر آ سکتی ہے؟ اور اگر یہ پھر بھی کچھ لکھتے لکھاتے یا کہتے سنتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام ہرگز کسی جہاد سے کم درجہ نہیں رکھتا۔ رہا سوال نعت نگاری کا تو یوں بھی یہ امر انتہائی محتاط پاکیزہ اور کٹھن ہے۔ کسی بشر کے لیے خیر البشر کی مدح و توصیف کرنا محض توفیق الہی اور محبوب رب ذوالجلال کی خاص توجہ اور عنایت کے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ ہر اس مداح ممدوح خالق و مخلوق جو کہ صاحب ایقان و ایمان ہونے کے ساتھ ساتھ حب ختم المرسلین کی دولت سے مالا مال بھی ہو۔ آپ کی ذات والا صفات سے والہانہ عشق اور عاجزانہ عقیدت و مودت اُس کے ایمان کی اساس ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے حضور پر نور شافع یوم انشور کی مدح کرنا اوصاف حمیدہ بیان کرنا سعادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا درجہ رکھتے ہوں۔ محض زبانی کلامی کلمہ طیبہ کا اقرار کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ کلمہ طیبہ کی صحیح معنوی کیفیت میں اپنے ظاہر و باطن کو ڈھالنا بھی ناگزیر ہے۔ تب ہی مسلمان اللہ اور اُس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی عظمت و رفعت کا عرفان حاصل کر سکتا ہے اور جب یہ ابدی حقیقت اس کے قلب و روح اور دماغ میں راسخ ہو جاتی ہے تو وہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، عشق اور شان و شوکت کے ترانے گنگنا اٹھتا ہے اور اسی نعمتِ عظمیٰ کے باوصف محب، محبوبِ حقیقی یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف و مدح حقیقی معنوں میں کر پاتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں اس عطاءے ایزدی سے تمہی داماں شخص محض دنیا دکھاوا کرتا ہے۔ اس کی اصل کچھ نہیں ہوتی۔ اللہ جل شانہ کا بے حد احسان اور بے بہا عنایت ہے کہ اس نے مجھ جیسے بے مایہ عاجز و خاکسار کو اپنے محبوبِ یگانہ ختم المرسلین، رحمۃ للعالمین، سرورِ کون و مکاں والی بے کساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف و مدح کا اعزاز بخشا اور بے انتہا درود و سلام اس ذاتِ رحیم و کریم پر کہ جو وجہ تخلیقِ ارض و سموات بھی ہے اور رحمتِ کائنات بھی، اسی ذاتِ رحمت و شفقت کی کریمانہ توجہ اور لطفِ پیہم سے مجھ ناچیز نے انتہائی پاکیزہ اور محتاط رویوں کی متقاضی ارفع و اعلیٰ صنفِ سخنِ نعت نگاری کو اپنے وجدانی، ایقانی اور ایمانی مطہر احساسات و جذبات کے والہانہ اظہار کی ترجمانی کے لیے بشری عقیدتوں اور بساطِ بھر بجز و انکساری کو حرف و معانی کے پیکر میں سمو کر محبوبِ کردگار کے حضور گلہائے تبریک و تہنیت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ دراصل حبِ نبی اکرم اور عشقِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے گھٹی میں ملے ہیں جس کا بین ثبوت کتاب کا انتساب ہے اور یہی وجہ ہے میں نے سب سے پہلے جو اشعار کہے وہ نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے تھے۔ مجھے زمانہء طالبِ علمی ہی سے شعر گوئی کا ذوق رہا ہے۔ میرے نزدیک مصرعہ کہنا تو کوئی مشکل کام نہیں۔ البتہ دو مصرعوں کو باہم مربوط کرنا انتہائی دشوار مرحلہ ہے اور ایسے موقعہ پر اکثر شعراء ناکام نظر آتے ہیں۔ وہ ہرگز یہ تمیز نہیں کر پاتے کہ ان کے کہے دونوں مصرعوں میں حسن ربط ہے کہ نہیں اور وہ اپنی فکری تخلیق کو مکمل تصور کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے کہے

شعر کے دونوں مصرعے باہمی ربط سے قطعاً آزاد ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ ایک طویل بحث ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ یوں تو میرے خاندان میں باقاعدہ کوئی شاعر نہیں گزرا لیکن میرے نانا محترم حکیم پیر سید یعقوب علی شاہ رضوی مشہدی (علیگ) اور حکیم پیر سید کریم اللہ مشہدی نظامی (علیگ) نے طب سے متعلق فارسی زبان میں چند ایک قلمی نسخے ترکہ میں ضرور چھوڑے تھے۔ البتہ میرے ماموں قبلہ حکیم پیر سید عبدالغفور مشہدی نظامی کبھی کبھار اپنے مسحور کن ترنم میں مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے نعتیہ اشعار سنایا کرتے تھے۔

میں سمجھتا ہوں شاید یہ اسی ماحول کا نتیجہ ہے کہ جو مجھ میں شعر گوئی کا شعور بیدار ہوا۔ یوں تو میں شعر کہہ ہی لیتا تھا لیکن یہ سوجھ بوجھ ہرگز نہیں رکھتا تھا کہ شاعری کے مجوزہ اوزان کیا ہیں؟ بحر کیا ہیں؟ درست شعر کی پہچان کیا ہے؟ اور شعر کو پرکھنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے مگر طبع موزوں ہونے کے باعث کہہ لیتا تھا۔

ریڈیو پاکستان لاہور میں ملازمت کے دوران میں بہت سے ادیبوں، شاعروں، علمی شخصیات اور فن موسیقی سے منسلک حضرات سے میری ملاقاتیں رہیں۔ جن میں جناب ناصر کاظمی، جناب ظہیر کاشمیری، جناب صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، جناب احمد ندیم قاسمی، جناب منیر نیازی، جناب کلیم عثمانی، جناب رشید کامل، جناب اشفاق احمد، جناب خواجہ شفیع دہلوی، جناب میمن شمیم، جناب وقار انبالوی، جناب طفیل ہوشیار پوری، جناب عارف عبدالمتمین، جناب شہزاد احمد، جناب اقبال سرہندی، جناب اسلم کاشمیری، جناب رضوی خیر آبادی، جناب شہرت بخاری، جناب انجم رومانی، جناب قتیل شفائی، جناب علیم ناصری، جناب سیف الدین سیف، جناب شریف کنجاہی، محترمہ فرخندہ لودھی، محترمہ الطاف فاطمہ، جناب راجہ رشید محمود، جناب عابد نظامی، جناب ڈاکٹر وزیر آغا، جناب ڈاکٹر انور سدید، جناب اطہر جاوید، جناب راز کاشمیری، جناب منیر قصوری، جناب اسلم کولسری، جناب اسماعیل متوالا، جناب خالد علیم، جناب ڈاکٹر

صدیق حل، جناب میرزا ادیب، جناب سرور مجاز، جناب اظہر درانی، جناب ڈاکٹر رشید انور،
 جناب اختر کاشمیری، جناب احمد راہی، جناب جان کاشمیری، جناب سرور انور، جناب سلیم
 آسی، جناب حزیں قادری، جناب استاد یوسف موج، جناب اجمل نیازی، جناب حامد یزدانی،
 جناب جواز جعفری، جناب باقی احمد پوری، جناب عمران نقوی، جناب طالب جالندھری،
 جناب علامہ انور فیروز پوری، جناب طالب چشتی، جناب حسن رضوی، جناب منفعت عباس
 رضوی، جناب گلزار بخاری، جناب فرحت عباس شاہ، جناب قمر یزدانی، جناب اقبال دیوانہ،
 جناب مولانا ندیم نیازی، جناب اعظم چشتی، جناب محمد علی ظہوری، جناب قاری غلام رسول،
 جناب نذیر حسین نظامی، جناب بدر الدین بدر، جناب عبدالرحمن نثار، جناب سائیں محبوب،
 جناب محبوب ہمدانی، جناب مرغوب ہمدانی، جناب شبیر احمد گوندل، جناب محمد روف معصومی،
 جناب تاج الدین اوکاڑوی، جناب صفدر چشتی، جناب اشرف چشتی، جناب اختر قریشی اور
 جناب ثناء اللہ بٹ کے نام شامل ہیں۔

ریڈیو براڈ کاسٹرز شخصیات میں جناب ایوب رومانی، جناب حسن ذکی کاظمی، جناب
 عبدالباسط، جناب بذلی حق محمود، جناب مصطفیٰ علی ہمدانی، جناب عنایت انجم، جناب اسلام شاہ،
 جناب اخلاق احمد دہلوی، جناب عبدالشکور بیدل، محترمہ یاسمین طاہر، جناب ابصار عبدالعلی،
 جناب الطاف الرحمن، جناب عزیز الرحمن خان، جناب ایم اے رشید، محترمہ انور ہاشمی، محترمہ
 روحی، جناب نعیم احمد، محترمہ نسرین محمود، جناب اعجاز حسین چودھری، جناب خالد اصغر، محترمہ
 نسرین رضا کاظمی، محترمہ عبیدہ سید، جناب خالد وقار، جناب عبدالستار سید، جناب سید رضا کاظمی،
 جناب گلزار عثمانی، جناب ریاض محمود، محترمہ شائستہ حبیب، محترمہ انیلہ سلیم، محترمہ عفت علوی،
 محترمہ خالدہ ادیب خانم، محترمہ منیر محمود، محترمہ شہوار حیدر انجم، جناب صفدر ہمدانی، محترمہ سلیمہ
 خانم، محترمہ فوزیہ طاہرہ، جناب سلیم اختر بٹ، جناب تصدق حسین، جناب ضمیر احمد فاطمی، جناب

حاجی عبدالغنی (خوش نویس) جناب محمد عاشق بٹ جناب حاجی محمد جہانگیر جناب محمد سعید جناب محمد افضل (ڈرائیوران) جناب برادر محمد حکیم الدین جناب برادر محمد صدیق برادر محمد گلزار علی احمد برادر عامر مرتضیٰ ڈار (اسٹوڈیو کمشنرز) کے نام نمایاں ہیں۔ ان کے علاوہ فن موسیقی سے وابستہ جن ہستیوں سے حسن سلوک حاصل رہا ان میں ملکہ موسیقی محترمہ روشن آرا بیگم دنیائے موسیقی کی بے تاج ملکہ محترمہ اقبال بیگم محترمہ ملکہ پکھراج محترمہ ملکہ ترنم نور جہاں محترم مہدی حسن محترمہ مہناز محترمہ فریدہ خانم محترمہ اقبال بانو محترمہ شاہدہ پروین محترمہ ثریا ملتانیکر محترمہ خورشید بیگم محترمہ رفعت عائشہ (آشا پھوسلے) استاد کالے خاں ظہور حسن استاد محمد اقبال استاد صادق علی ماٹو استاد بدر الزماں قمر الزماں استاد غلام حسن شگن استاد چھوٹے غلام علی خاں جناب غلام علی جناب سردار لطیف جناب عبدالطیف استاد سلامت علی خاں استاد تصدق علی خاں استاد اختر علی خاں استاد ذاکر علی خاں استاد نبی بخش خاں استاد ناظم علی خاں استاد سخاوت حسین خاں استاد شوکت حسین خاں استاد طالب حسین خاں استاد جان الحسن استاد غلام حیدر خاں جناب ماسٹر منظور شاہد خان قلندری اور فلمی موسیقاروں میں جناب باباجی اے چشتی جناب ماسٹر عبداللہ جناب خواجہ خورشید انور جناب ماسٹر عنایت حسین جناب سلیم اقبال جناب بخشی وزیر جناب وزیر افضل جناب ماسٹر امین جناب اصغر علی حسین اور جناب اختر حسین اکھیاں کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

نشریاتی دنیا میں ایک شعبہ ایسا بھی ہے کہ جس کے بغیر کوئی پروگرام براہ راست ریڈیو سے سامعین تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا اور وہ ہے انجینئرنگ کا۔ یوں تو ریڈیو پاکستان کا ہر کارکن کیا عام کیا خاص ہو۔ ہر ایک نے ہمیشہ مجھے محبت پیار خلوص و شفقت اور عزت سے نوازا۔ میں شعبہ داران میں سے کچھ کا ذکر کر چکا ہوں لیکن اب جن کا تذکرہ مقصود ہے وہ ہیں انجینئرز حضرات میرے ان مجبان میں جناب خورشید شاہ (مرحوم) جناب چوہدری

ذاکر حسین، جناب محمد اسماعیل شاہد، جناب محمد یوسف رضا جعفری، جناب جاوید اقبال بٹ، جناب ذوالفقار گورایا، جناب محمد اعجاز، جناب سجاد حسین شاہ، جناب ضیاء شیخ، جناب تحسین الحسن، برادر امصغر علی (بلا)، برادر شاہد بشیر بھٹی، برادر محمد طارق شاہ، برادر نعیم احمد لون، برادر چوہدری محمد اسلم، برادر اکبر آفتاب شاہ، برادر عاصم بٹ، برادر اسد شکور، برادر شاہد الہی، برادر شاہد مجید، برادر منصور ملک، برادر نجم اکبر، برادر عباس ملک، برادر شاہد سلیم اور برادر عادل لطیف کے نام شامل ہیں۔

جب میں ریڈیو آیا تو میرے ایک شاگرد کے دوست ریڈیو انجینئر جناب زیڈ احمد اور اس وقت کے پروگرام میجر جناب چوہدری محمد اسلم میرے مہربانوں میں شامل تھے۔ چنانچہ میں نے ان دو حضرات کے ذریعہ حضرت احسان دانش سے ملنے اور شاگرد ہونے کا پروگرام بنایا۔ لہذا ایک روز ہم تینوں احسان صاحب کے گھر واقع نیوانارکلی پہنچے۔ احسان دانش صاحب بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے۔ آپ نے چائے بسکٹ سے ہماری تواضع کی۔ میں نے اپنے کچھ اشعار سنائے اور عرض کی کہ مجھے اپنا شاگرد فرمائیں۔ احسان دانش صاحب مسکرا کر فرمانے لگے۔ ”ارے بھئی استاد ی شاگردی میں کیا رکھا ہے۔ بس شعر کہتے رہے اور جو کچھ کہیں لے آیا کریں۔ اس کے بعد میں کبھی تو خود حاضر ہو جایا کرتا تھا اور کبھی ایک آدھ غزل ڈاک کے حوالہ کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ یونہی گزر گیا۔ اسی دوران میں مجھے محسوس ہوا کہ احسان دانش صاحب اگرچہ انتہائی مشفقانہ برتاؤ فرمایا کرتے تھے لیکن فکر و فن کے توسط سے توجہ کم فرماتے اور محض حرفی اصلاح پر اکتفا فرما کر میری ادبی تشنگی میں اضافہ فرما رہے ہیں۔ میری تمنا تھی کہ میں کچھ سیکھوں اور شاید سکھانے والے سکھانا نہیں چاہتے۔ ایک روز پھر اصرار کیا تو فرمانے لگے۔ ”میں آپ کی اسی طرح رہنمائی کرتا رہوں گا۔ آپ جب چاہیں تشریف لائیں اور جو کچھ کہیں دکھا جایا کریں۔ بس خود کو شاگرد ہی

سمجھیں۔ آپ میرے بچوں کی طرح ہیں، اچھا تو آپ رہتے کہاں ہیں؟“ استاد نے دریافت فرمایا۔ میں نے پتا بتا دیا تو بولے ارے بیٹا وہیں تیزاب احاطہ میں ذوقی صاحب رہتے ہیں۔ ان سے رابطہ کیوں نہیں کر لیتے۔ اتنی دور کرایہ بھاڑا خرچ کر کے آتے جاتے ہیں اور پھر وہ آپ کے نزدیک بھی ہیں۔“ میں نے عرض کی جناب میری ان سے شناسائی تو ہے نہیں۔ بھلا پھر استادی شاگردی کیسے ممکن ہے؟ اور پھر بات آئی گئی ہوگی۔

کچھ عرصہ گزرنے پر میری ملاقات مرحوم صحرائی گورداسپوری صاحب سے ہوئی۔ آپ اکثر ریڈیو آیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے ذوقی صاحب کا ذکر کیا تو انہوں نے یکمال شفقت ذوقی صاحب سے ملوانے کی حامی بھری۔ یہ ان دنوں کا ذکر ہے کہ جب ذوقی صاحب اپنے نام کے ساتھ علامہ نہیں لکھتے تھے۔ چنانچہ ایک روز صحرائی صاحب مجھے ذوقی صاحب کے پاس لے گئے۔ ملاقات کے دوران میں ذوقی صاحب نے مجھ سے میرے اشعار سنے تو فرمایا کہ مشق سخن اور مطالعہ جاری رکھیں۔ مطالعہ پختہ اور فکر میں نکھار آ جائے گا اور یوں میرا بھی حضرت علامہ ذوقی مظفرنگری کے تلامذہ میں شمار ہونے لگا۔ محترم استاذ گرامی نے جس محبت، شفقت، خلوص، محنت اور دیانت داری سے کارزارِ علم و ادب میں مجھ ناچیز کی رہنمائی فرمائی۔ میں اس کے لیے سراپا سپاس ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ کریم اپنے محبوب رحیم کے طفیل علامہ صاحب کو صحت اور تندرستی کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین۔

میں سمجھتا ہوں کہ میرے والدین کے حسن تعلیم و تربیت پیر و مرشد کے فیض و کرم اور مہربان اساتذہ کی مخلصانہ رہنمائی کا نتیجہ ہے کہ آج میرا نعتیہ مجموعہ کلام ”کلید فردوس“ آپ کے سامنے ہے۔ میں نے یہ مجموعہ نعت ۱۹۹۱ء میں ترتیب دیا تھا اور اب تقریباً تیرہ برس کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ مجھے اس مجموعہ کی اشاعت کے سلسلہ میں انتہائی تلخ ترین تجربات و

مشاہدات سے دو چار ہونا پڑا۔ جب میں نے اس کا مسودہ دیباچہ کی غرض سے کسی بھی سینئر ادیب و شاعر کے سپرد کیا تو انہوں نے دواڑھائی برس بعد محض ”قلیب“ لکھ کر اپنا ادبی فرض ادا کرنا مناسب سمجھا۔ حالانکہ ایسے حضرات زبانی کلامی خود کونعت کی ترویج و ترقی کے علمبردار گرداننے میں کوئی جھجک یا عار قطعاً محسوس کرنے کا تکلف نہیں فرماتے اور عملی طور پر غالب کے اس مصرعہ کی تفسیر ثابت ہوتے ہیں۔ ”ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ“۔ اسی طرح بظاہر مخلص دوستی کا دم بھرنے والے میری کتاب کی نام نہاد طباعت و اشاعت کے بلند بانگ دعوے کر کے مسودہ لے اڑتے رہے۔ مگر ہوا وہی جوان سے پہلے خیر خواہوں نے کیا۔ مجھے اس سلسلہ میں ہر اس شخص کو جانچنے اور خوب پرکھنے کے مواقع ملے۔ جس کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کا دعوہ تا تنبیخ میرے لیے کسی معمر سے کم حیثیت نہیں رکھتا۔ بڑے بڑے اخلاص کش دوست نہاد دشمنوں سے واسطہ پڑا۔ بڑے بڑے سبز پوش منارہ نما شخصیت کے حامل افراد انتہائی پست قد نظر آنے لگے۔

میں سوچتا ہوں کیا اہل دنیا کی مانند یہ اہل دین بھی تجارت مزاج ہو گئے ہیں۔ کیا انہیں بھی ظاہری چمک دمک ہوس زر اور دنیا داری نے دنیا داروں کی صف میں شامل کر دیا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے ایسے ہی لوگوں کو ”گفتار کا غازی“ کہا ہے۔ ان تمام اذیت ناک حالات و واقعات کے پیش نظر میں نے اپنے طور پر کتاب کی اشاعت کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ قطع نظر اس سے کہ ابھی کچھ مزید تلخ تجربات کرنے باقی تھے۔ ابھی کچھ مزید نام نہاد مہربانوں سے دھوکہ کھانا تھا۔ اسی اثنا میں ایک اور گفتار کے غازی دوست نہاد دشمن نے مجھ سے مسودہ ہتھیا لیا اور کمپوزنگ کی رقم اینٹھ لی۔ ستم بالائے ستم۔ خوب پریشان کیا۔ خوب زچ کیا اور جب میں نے مسودہ کی واپسی کا مطالبہ کیا تو مزید حیلے بہانوں سے ذہنی و روحانی الجھنوں میں مبتلا کیے رکھا۔ بہر حال یہ واقعات میرے لیے کسی حادثہ سے کم درجہ نہیں

رکتے۔ جنہیں میں نے قرطاس و قلم کے ذریعہ آپ تک پہنچانے کی سعی کی ہے۔ ان کی اشاعت سے ہرگز ہرگز میرا منشا یہ نہیں کہ کسی کی دل آزاری ہو لیکن ایک حساس اور دیانت دار لکھاری ہونے کے سبب ان سے صرف نظر بھی نہیں کر سکتا تھا اور اگر بالفرض کوئی محسوس کرتا بھی ہے تو میں معذرت چاہوں گا۔

اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں جن احباب اور تلامذہ نے میرے ساتھ حسن تعاون برتا۔ ان میں جناب رشید احمد میر، جناب وحید احمد میر، جناب پیر اختر شاہ گیلانی (اگوکی) جناب سید الطاف الرحمن پاشا، جناب محمد یامین، جناب ڈاکٹر ندیم الرحمن، محترمہ سمیعہ رحمن، جناب نعیم الرحمن، محترمہ شمینہ پاشا، محترمہ ثریا رحمانی، پیرزادہ سید اوصاف علی شاہ، جناب محمد جمیل، محترمہ عشرت، جناب حاجی نذر محمد نقشبندی، جناب نور احمد نوری، جناب ظفر اقبال، جناب سلیم احمد قادری قلندری، محترمہ حمیدہ رشید، جناب عبد الرحمن، جناب غلام عباس، جناب عبدالطیف، جناب کامل صدیقی، محترم چوہدری رشید، جناب کلیم عرفانی، جناب سلیم اختر بٹ، جناب فیاض اشعر (دہلی)، جناب اشفاق بخاری انسپکٹر پولیس، جناب آفتاب اقبال، جناب حسن فاروقی، جناب محمد احتشام رضوی قادری، استاد ذاکر علی خاں، جناب سید آصف علی ظہوری، جناب جواد علی جواد، جناب انعام نجمی علیگ، جناب علی رضا، جناب محبوب ہمدانی، جناب ممتاز راشد اور جناب نوید مرزا کا ممنون ہوں۔

اور جن محترم حضرات نے میری کتاب پر اپنی گراں قدر آراء سے مجھے نوازا ان میں محترمہ الحاجیہ ڈاکٹر حشمت آرا حجاب، جناب ڈاکٹر رئیس امر وہوی، جناب محترم علامہ ذوقی مظفر نگری، جناب احمد ندیم قاسمی، جناب پروفیسر حفیظ تائب، جناب پروفیسر سلیم الرحمن، جناب سجاد حیدر، جناب پروفیسر مختار احمد ساقی گجراتی، جناب بشیر رحمانی، جناب محمد اعظم خان اور جناب چوہدری اعجاز حسین کا ممنون ہوں۔

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں نے یہ مجموعہ ۱۹۹۱ء میں ترتیب دیا تھا اور دلی آرزو تھی کہ یہ مجموعہ میری مشفق و ارحم ماں سیدہ ام کلثومؓ کہ جنہوں نے تمام عمر خلق خدا کو قرآن مجید کی تعلیم دی کی حیات ہی میں چھپ جائے مگر قدرت کو سمجھ اور ہی منظور تھا۔

۹ فروری بروز پیر ۲۰۰۲ء کو میری اچھی اماں (بے جی) اس دنیائے حزن و ملال کو خیر باد کہہ کر خلد آرام و راحت میں جا بسی۔ تم بلائے ستم میرے بڑے بھائی میر رشید احمد جن کے ہوتے ہوئے مجھے اپنے مشفق والد سید محمد جمال الدین مرحوم عرف بابا شاہ محمد حسن کی کمی کبھی محسوس نہ ہوئی۔ وہ بھی مورخہ ۱۸ جولائی ۲۰۰۳ء کو مجھے روتا بلکتا چھوڑ کر دنیائے فانی سے عالم بقا کی جانب کوچ کر گئے۔ اللہ کریم اپنے بندے کو جس حال میں رکھے اس کریم کا شکر ہی ادا کرنا بندگی کا جوہر ہے۔

بحمد اللہ اب یہ مجموعہ نعت فروری ۲۰۰۸ء میں شکست و ریخت کے اشاعتی مراحل طے کرتا ہوا آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ قارئین سے میری اپیل ہے کہ اگر دوران مطالعہ کوئی کمی یا کوتاہی نظر سے گزرے تو ناچیز کو مطلع فرما کر شکر گزار فرمائیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

پیرزادہ حمید صابری

لاہور

۲۰ اکتوبر ۲۰۰۸ء



حمدِ ربِّ ذوالجلال

کوئی شریک ہے اُس کا نہ کوئی ثانی ہے
 اُسی کی ذات ہے باقی، جہان فانی ہے
 تمام خلق ہے اُس کی، وہ سب کا خالق ہے
 شجر حجر کا، وہ جن و بشر کا رازق ہے
 اُسی سے نور فزا شمعِ بزمِ عالم ہے
 اُسی کے نام پہ سرگرم رزمِ عالم ہے
 گلوں کے نرم بدن میں مہک اُسی کی ہے
 نجوم و شمس و قمر میں چمک اُسی کی ہے

اُسی کے قبضہء قدرت میں نظمِ عالم ہے
 اُسی سے زندہ بہر طور عزمِ عالم ہے
 خدا گواہ خدا ہے وہ سب خدائی کا
 اُسی کو حق ہے دو عالم کی سربراہی کا
 یہ ربطِ رُوح بدن اُس کا اک کرشما ہے
 غیور ہے وہ تکبر اُسی کو زیبا ہے
 وہ قاہروں کے لیے قہر کا سمندر ہے
 وہ صابروں پہ بہر لمحہ رحم گستر ہے
 وہ جلوہ گر ہے زمیں پر شہِ زماں ہو کر
 وہ مہر کرتا ہے بندوں پہ مہرباں ہو کر
 اُسی کے نام پہ پتھر کا دل دھڑکتا ہے
 اُسی کے ذکر سے پھولوں کا رُخ مہکتا ہے
 اُسی نے قطرے کو دریا کا ظرف بخشا ہے
 اُسی نے ذرّوں کو شمس و قمر بنایا ہے

اُسی سے تارِ نفس میں ہے سوز و سازِ حیات
 اُسی سے دل کو میسر ہے کیفِ رازِ حیات!
 زباں کو اُس نے لطافت سے ہمکنار کیا
 اُسی نے دل پہ حقیقت کو آشکار کیا
 نکھارتا ہے وہ انسانیت کے جوہر کو
 سنوارتا ہے وہ انسان کے مقدر کو
 وہ گونگے حرف کو دیتا ہے شانِ گویائی
 اُسی کی ذات سے ذوقِ سخن میں رعنائی
 شعورِ زیست سے جس نے مجھے نوازا ہے
 اُسی کے نور کا دُنیا کے رُخ پہ غازا ہے
 حمید تیرے لبوں پر ہے اب ثنا اُس کی
 یہ فکر و فن، یہ مذاقِ سخن عطا اُس کی



منظہر کبریا پر درود و سلام

منظہر کبریا پر درود و سلام

جلوۃ مصطفیٰ پر درود و سلام

سید الانبیا پر درود و سلام

فائزِ منتہا پر درود و سلام

نیر آگہی پر سلام و درود

صبحِ رُشد و ہدا پر درود و سلام

عرش سے فرش تک گونجتی ہے صدا

احمدِ مجتبیٰ پر درود و سلام

شہرِ دل کے اندھیرے ہوا ہو گئے
 رحمتِ اتقا پر درود و سلام
 ز جہتیں چھٹ گئیں کلفتیں مٹ گئیں
 لطفِ مشکل کشا پر درود و سلام
 جسمِ سیراب ہے، روحِ شاداب ہے
 بحرِ جود و سخا پر درود و سلام
 فرش کے راہرو بن گئے راہبر
 عرش کے رہنما پر درود و سلام
 نورِ جس سے چھلکتا ہے توحید کا
 اے حمید اُس ادا پر درود و سلام



يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا

دل گرفتارِ اَلْم ہے یا نبیؐ
 آنکھ بھی جذبوں کی نم ہے یا نبیؐ
 رُوح میں پیکانِ غم ہے یا نبیؐ
 عرضِ مجروحِ ستم ہے یا نبیؐ
 یا رسولُ اللہ اُنْظُرْ حَالَنَا
 یا حبیبُ اللہ اَسْمِعْ قَالَنَا
 زندگی پر ظلم کی تلوار ہے
 گرم ہر سو موت کا بازار ہے
 دین پر پھر کفر کی یلغار ہے
 قریہ قریہ دہر کا خونخوار ہے
 یا رسولُ اللہ اُنْظُرْ حَالَنَا
 یا حبیبُ اللہ اَسْمِعْ قَالَنَا

حال کا داعی اسیرِ قال ہے
یہ عزازیلِ جہاں کی چال ہے
ہر طرف محرومیوں کا جال ہے
حال یہ ہے مردِ حق بدحال ہے
یا رسولُ اللہ انظر حالنا
یا حبیبُ اللہ اسمع قالنا

بھائی سے بھائی بھی اب اکتا گیا
شیشہ مہر و وفا دھندلا گیا
بے حسی کا زرد بادل چھا گیا
جوہرِ انسانیت کجلا گیا
یا رسولُ اللہ انظر حالنا
یا حبیبُ اللہ اسمع قالنا

عظمتِ ایماں مسلمان کھو چکا
 ہاتھ غیرت کے لہو سے دھو چکا
 خار اپنی رہگزر میں بو چکا
 دُور حق کی منزلوں سے ہو چکا
 یا رسولُ اللہ انظر حالنا
 یا حبیبُ اللہ اسمع قالنا

دشتِ گمراہی میں یہ دیوانہ ہے
 ہوش رکھتا ہے مگر انجانہ ہے
 اس کا پیکر رات کا پیمانہ ہے
 روشنی اس کے لیے افسانہ ہے
 یا رسولُ اللہ انظر حالنا
 یا حبیبُ اللہ اسمع قالنا

اورج دیں جب یاد آتا ہے مجھے
 خون کے آنسو رلاتا ہے مجھے
 درد جب کروٹ دلاتا ہے مجھے
 ہجر میں پہروں جگاتا ہے مجھے

یا رسول اللہ انظر حالنا
 یا حبیب اللہ اسمع قالنا

ملتی ہے یہ حمید صابری
 عرض غم سن لیجئے گا یا نبی
 چار سو ہے تیرگی ہی تیرگی
 بخش دیں امن و اماں کی روشنی

یا رسول اللہ انظر حالنا
 یا حبیب اللہ اسمع قالنا



لکھوں جو مدحِ محمدؐ باہتمام لکھوں
کبھی درود لکھوں اور کبھی سلام لکھوں

کبھی جو نیند نہ آئے شبِ فراق مجھے
خدا کے بعد جو عظمت ہے اُن کے نام لکھوں

خیال آئے جو چشمِ رسولِ اکرمؐ کا
اُسے میں بادۂ انوارِ حق کا جام لکھوں

ملے جو اذنِ تکلم بہ فیضِ عشقِ نبیؐ
کلامِ صادقِ اعظم کا لاکلام لکھوں

حضور آپؐ نے بخشا ہے جو زمانے کو
ورق ورق پہ جہاں کے وہی نظام لکھوں

کرم سے جن کے ملی مجھ کو دولتِ ایماں
میں اپنی زیست کا ہر سانس اُن کے نام لکھوں

مٹی ہے جن کی نوازش سے زحمتِ عالم
اُنھی کی ذات کو میں رحمتِ تمام لکھوں

ملے جو خامہء توصیفِ سرورِ عالم
صفاتِ والی کون و مکاں مدام لکھوں

مرا خیال بھی محدود ہے، نظر بھی حمید
میں کیسے صاحبِ معراج کا مقام لکھوں



لب پر کھلے جو مدجت خیر البشر کے پھول
مہکے سیاہ رات میں نورِ سحر کے پھول

آئی ہوا چمن میں درود و سلام کی
نخلِ دُعا پہ کھل اٹھے حسنِ اثر کے پھول

سوچوں میں جب بھی آئے رسالت کے باغباں
حاصل ہوئے ہیں مجھ کو شعورِ نظر کے پھول

جب قصرِ آرزو میں پڑھی نعتِ مصطفیٰ
صلِ علیٰ میں ڈھل گئے دیوار و در کے پھول

دربارِ شاہِ دیں میں رسائی جو ہو گئی
برسیں گے چشمِ درد سے زخمِ جگر کے پھول

اعجاز ہے یہ مخبرِ صادق کے لطف کا
اُگنے لگے ہیں میرے لبوں سے خبر کے پھول

جاتا ہوں روزِ گلشنِ خضریٰ میں اے حمید
پاتا ہوں روزِ قربِ شہِ بحر و بر کے پھول



میں ہوں نبی کا در ہے مقدر کی بات ہے

تقدیر اونچ پر ہے مقدر کی بات ہے

اللہ کے جیب کا روضہ ہے زور و

جلووں میں گم نظر ہے مقدر کی بات ہے

دریائے مصطفیٰ سے امیدوں کے باغ کی

ہر شاخ باثمر ہے مقدر کی بات ہے

مولا! گناہگار ہوں صد شکر اُن کا نام

تحریر قلب پر ہے مقدر کی بات ہے

اُن کے کرم کی ضو ہے کہ چہرے پہ شام کے
 اب غازہ سحر ہے مقدر کی بات ہے
 ہر دورِ درد و غم میں مسجائے ہر زماں
 ہمدرد و چارہ گر ہے مقدر کی بات ہے
 یادِ نبیؐ میں اشکِ ندامت کے فیض سے
 مژگانِ درد تر ہے مقدر کی بات ہے
 صلِ علیؑ کے ورد سے میری دُعاؤں کا
 ہر لفظ پر اثر ہے مقدر کی بات ہے
 لطفِ رسولِ پاک سے نعتِ رسولِ پاک
 نازل حمید پر ہے مقدر کی بات ہے



ارکانِ بامعنی میں

سچی ہے سرِ مرزا گارا گزارش مرے آقا
خدارا سرِ محشر ہو بخشش مرے آقا

ستم کی کڑی دھوپوں میں ہے اب دیارِ دل
کرم کی کریں اس پر بھی بارش مرے آقا

لگن میں زیارت کی مگن ہوں رہِ غم میں
اپاہج نہ جانے کیوں ہے کوشش مرے آقا

مجھے اب ثمر کچھ تو عطا ہو ارادت کا
کرم کی عنایت کی ہے خواہش مرے آقا

جبیں پر ندامت کا پسینہ لرزتا ہے
غموں کی نگاہوں سے ہے بارش مرے آقا

خدارا بچا لینا سزا سے بچا لینا
جو میری جزا کے دن ہو پرشش مرے آقا

چمک کر جو روحوں کے حرا میں اتر جائے
دلوں کو میسر ہو وہ تابش مرے آقا

نہ گل ہے نہ خوشبو ہے طلب کے گلستاں میں
مجھے بھی ہے بہاروں کی خواہش مرے آقا

کٹھن ہیں مدینے کے سفر کی ادب گاہیں
یہ ڈر ہے کہ ہو جائے نہ لغزش مرے آقا

بس اتنا کرم کر دیں وفا کی ضیاء دے دیں
بہر سو ہے ریا کی نمائش مرے آقا

کرم ہو کرم پرور کرم کی گزارش ہے
غموں کی دل و دیں پر ہے یورش مرے آقا

سجے گی سر محشر جو مسند شفاعت کی
مری بھی کریں حق سے سفارش مرے آقا

سخی ہو سخاوت کا، مسلسل تقاضا ہے
نوازش مرے دل پر نوازش، مرے آقا

یہ عاجز حمید آیا ہے آقا حضوری میں
سمو کر عقیدت میں نگارش مرے آقا



اے جمالِ رحمتِ حق اے کرم پرور کرم
تشنہ دیدار ہوں اے ساقی کوثر کرم

اے شہنشاہِ زماں اے مایہ بے مایگاں
کشتہ جو رو ستم پر ہمدم و یاور کرم

مجھ کو الطاف و عنایت کی ضیاء درکار ہے
ڈس رہی ہیں ظلمتیں اے نور کے پیکر کرم

جاگتے لمحات میں سونے لگا ذوقِ سفر
راہِ اوجِ زندگی میں دین کے رہبر کرم

زندگی کی ٹہنیوں پر پھول مرجھانے لگے
رازِ بزمِ گلِ عذارِ زیست کے مظہر کرم

اس کثافت کی فضا کو دیں لطافت کی ہوا
ابریہ پاکیزہ نوازش، طاہرو اطہر کرم

شامتِ اعمال کے دوزخ میں اب مخلوق ہے
اے مکرم خالقِ اکبر کے پیغمبر کرم

عرصہء تقدیس میں لہرا رہی ہیں ناگنیں
ڈس رہا ہے کفر اے ایمان کے مصدر کرم

بک رہا ہے سرخ بازاروں میں انساں کا ضمیر
سبز گنبد کے مکیں ایسے میں اُمت پر کرم

شش جہت میں آپ کے لطف و کرم کی دُھوم ہے
کاش مجھ پر بھی ہواے لمحات کے سرور کرم

چینتے ماحول میں چپ ہے حمیدِ صابری
ہر طرف محشر پیا ہے شافعِ محشر کرم



ریاضِ آب و گل میں سرورِ دُنیا و دیں آئے
 مہک اُٹھا مشامِ گل بہارِ دلنشین آئے
 اُجالے عرش سے کیونکر نہ برسیں شہرِ ہستی پر
 اندھیروں کو مٹانے کے لیے مہرِ مبیں آئے
 بقیدِ ہوش جن کی اقتدا ہے فرضِ انساں پر
 امام الانبیاء آئے وہ صدر المرسلین آئے
 شعورِ آگہی بخشا ہے جن کی ذاتِ والا نے
 جہاں میں محفلِ امکاں کے وہ مسند نشین آئے
 خرد و وہم و گماں کے دشت میں آوارہ پھرتی تھی
 رسولُ اللہ لے کر مژدہٗ حق الیقین آئے

ملا ہے تاج اکملت لکم کا ان کو خالق سے
قبائختم نبوت کی پہن کر شاہِ دیں آئے

میں جب نعتِ نبیؐ کی فکر میں خود سے ہوا غافل
جھکانے ماہِ وانجم میری چوکھٹ پر جبیں آئے

برائے دید جب دستِ دُعا میں نے اٹھائے ہیں
مکانِ آرزو میں سبز گنبد کے مکیں آئے

کیے ہیں گن سے جن کے واسطے ارض و سما پیدا
وہی محبوبِ خالقِ ہادی دُنیا و دیں آئے

شفاعت کے لیے جب عاصیوں کی آپ آئیں گے
اٹھے گا شورِ محشر میں شفیع المذنبین آئے

حمیدِ ایوانِ عشق و آگہی کیونکر نہ روشن ہو
متانت اوڑھ کر دُنیا میں قرآنِ متیں آئے



جو گدا بن کر شہ کونین کے در پر گیا
آرزوؤں کے گلوں سے اُس کا دامن بھر گیا

رفعتِ انساں کی خاطر مسندِ معراج تک
رہبرانِ منزلِ تقدیس کا رہبر گیا

جب اُجالا لائے ہیں توحید کا نور الہدیٰ
شُرک و بدعت کا اندھیرا دہر سے یکسر گیا

چھا گئی ہے کفر کی شب پر ضیاءِ ایمان کی
کافروں کے درمیاں جب دین کا رہبر گیا

اگر رہے ہیں اُس طرف سے سورجوں کے قافلے
جس طرف سے وہ حبیبِ خالقِ اکبر گیا

بخش دی جب شافعِ عصیاں نے بخشش کی سند
مٹ گیا غمِ دل سے خوفِ پرستشِ محشر گیا

میرا حرفِ آرزو دوشِ نسیمِ صبح پر
بارگاہِ شاہِ دیں میں آنسوؤں سے تر گیا

سرحدِ حقِ الیقین سے عالمِ انوار تک
مرحبا محبوبِ داورِ شاہِ بحر و بر گیا

جب بھی میں نے نعت کہنے کا کیا ہے اہتمام
کاروانِ فکر سوئے روضہءِ اطہر گیا

ساغرِ توحیدِ قسمت بن گیا اُس کی حمید
جو بھی دل میں لے کے حُبِ ساقی کوثر گیا



اپنے بیگانوں پہ شفقت ہے تمھاری یا نبیؐ
زحمتوں میں عام رحمت ہے تمھاری یا نبیؐ

آنکھ میں جلوے ہیں رقصاں دل میں ہے یادوں کا نور
دیدہ و دل پر حکومت ہے تمھاری یا نبیؐ

یہ زمین و آسماں یہ انجم و گل تم سے ہیں
گلشنِ عالم میں نکہت ہے تمھاری یا نبیؐ

تم پہ ہیں موقوف بزمِ دین و دل کی رونقیں
اول و آخر نبوت ہے تمھاری یا نبیؐ

سر بسر فرمانِ باری ہے تمھاری گفتگو
 ہو ہو قرآن سیرت ہے تمھاری یا نبیؐ

چاند سورج کے لہوں پر کیوں نہ ہو صلِ علیؑ
 ضو فگن سب میں ارادت ہے تمھاری یا نبیؐ

تم سے ہے بزمِ چمن میں رنگ و نورِ زندگی
 لالہ و گل میں صباحت ہے تمھاری یا نبیؐ

تم ازل کی روشنی ہو تم ابد کی ہو ضیاء
 دہر پر ہر آن شفقت ہے تمھاری یا نبیؐ

خلق کی کیا بات یہ تو جان و دل سے ہے نثار
 خالقِ اکبر کو چاہت ہے تمھاری یا نبیؐ

تم ہو فانوسِ ازل تم ہو ابد کی روشنی
 چار سو رخشندہ عظمت ہے تمھاری یا نبیؐ

زحمتِ حالات کی دھوپوں کا مجھ کو خوف کیا؟
سایہ گستر مجھ پہ رحمت ہے تمھاری یا نبیؐ

کیوں نہ پہنے روشنی قلبِ حمیدِ صابری
دھڑکنوں کے لب پہ مدحت ہے تمھاری یا نبیؐ



مُداوائے غمِ دوراں محبت ہے محمدؐ کی

نشاطِ روح کا سامانِ چاہت ہے محمدؐ کی

اطیعِ اللہ کا جلوہ اطاعت ہے محمدؐ کی

سراسر معنی قرآنِ سیرت ہے محمدؐ کی

لبوں پر غنچے غنچے کی نہ کیوں صلِ علیؑ مہکے

کہ نخلِ دل کی ہر ٹہنی میں نکھت ہے محمدؐ کی

نگاہِ شوق جھک جائے نہ کیوں دیدار پر اُن کے

جمالِ سورۃ یس، صورت ہے محمدؐ کی

انہی کے نام کا چلتا ہے سکہ ہر دو عالم میں
خدا شاہد دو عالم پر حکومت ہے محمدؐ کی

نہ کیوں برسیں، غریبوں، بے کسوں، پھول شفق کے
مساکین و یتامی پر عنایت ہے محمدؐ کی

انہی کی ذات ہے وجہ صدائے کن حقیقت میں
بنائے جلوۂ عالم ولادت ہے محمدؐ کی

کوئی رہزن بنے کیونکر ہماری راہ کا پتھر
بہر منزل ہمارے ساتھ رحمت ہے محمدؐ کی

حمید صابری کیونکر نہ ہو نازاں محمدؐ پر
سر محشر اسے حاصل شفاعت ہے محمدؐ کی



مہرباں جب مرا خدا ہوگا
مجھ کو دیدارِ مصطفیٰ ہوگا

جب حضورؐ آئیں گے سحر کی مثال
غم کی راتوں میں چاندنا ہوگا

سبز گنبد پہ جب پڑے گی نظر
دیکھتے دل کا حال کیا ہوگا؟

ہاتھ میں ہوگی دودھیا جالی
کانپتے لب پہ مدعا ہوگا

سرفرازی اُسے نصیب ہوئی
اُن کے در پر جو سر جھکا ہوگا
فردِ عصیاں جو پیش ہوگی مری
حشر میں حشر جانے کیا ہوگا؟
جو بھی اپنائے گا نبیؐ کا چلن
اس جہاں کا وہ رہنما ہوگا
خلد میں جاؤں گا تو میرے لیے
جامِ کوثر چھلک رہا ہوگا
کیا کرو گے حمیدِ محشر میں
جب محمدؐ کا سامنا ہوگا؟



عمر بھر مدحِ محمدؐ کو زباں پر رکھنا
مخفلِ صلِّ علیٰ گمِ برابر رکھنا

جگمگاتا ہوا چاہو جو مقدر رکھنا
اُن کی چوکھٹ پہ جبینِ دلِ خود سر رکھنا

راہ میں رات کا جنگل جو کبھی آ جائے
نورِ توحید سے آنکھوں کو منور رکھنا

بزمِ تدبیر ہو یا گرم ہو رزمِ تقدیر
سوچ میں مقصدِ فرمانِ پیمبرؐ رکھنا

رولنا چاہو اگر وقت کی موجوں سے گہر
عشقِ آقا کا رواں دل میں سمندر رکھنا

تشنگی میں نہ رہے بادہ و ساغر کا خیال
دل میں اتنی طلبِ ساقی کوثر رکھنا

روح کو زحمتِ دُنیا سے بچانا ہو اگر
دھیان میں رحمتِ دارین کا پیکر رکھنا

تم نے مکے میں تو جس طرح گزاری، گزری
ارضِ طیبہ پہ مگر پاؤں سنبھل کر رکھنا

یابنُ فردِ عمل سامنے آئے جس دم
آبرو میری خدارا سرِ محشر رکھنا

خاکِ پائے شہِ دوراں جو ملے تم کو حمید
کبھی آنکھوں میں لگانا، کبھی سر پر رکھنا



صنعتِ ذوقِ فیتین

مرے کشکولِ دل میں جس قدر ایماں کی دولت ہے
 خدا کی دین ہے سرکارِ دوراں کی عنایت ہے
 حبیبِ حق کی صورتِ جلوۂ یزداں کی صورت ہے
 میسر روح کو محبوبِ سبحاں کی رفاقت ہے
 فضاؤں میں نہ کیوں ہوں قہقہے روشن درودوں کے
 جہاں میں آج سلطانوں کے سلاطین کی ولادت ہے
 وہ جن کو راز ہائے کن فکاں کا رازداں کہتے
 عیاں اُن پر مرے شہرِ تمنا کی حقیقت ہے

دو عالم کے سخنور دنگ ہیں حسنِ تکلم پر
 کلامِ سرورِ دین سر بسر قرآں کی صورت ہے
 شبِ معراج جس کی میزبانی حق نے فرمائی
 خرد سے ماورا اُس عرش کے مہماں کی عظمت ہے
 کنارے موجہء صلِ علیٰ میں ڈھلتے جاتے ہیں
 عقیدت کے سمندر میں عجب طوفاں کی شدت ہے
 مرے شہرِ نظر میں ہے قیامِ سرورِ عالم
 حریمِ عشق میں حسنِ فراواں کی سکونت ہے
 خیالوں میں جھکا لیتا ہوں اپنے دل کی پیشانی
 تصور کے حدیقے میں شہِ امکان کی صورت ہے
 برستا ہے فلک سے نورِ خالق شہرِ ہستی پر
 زمانے میں سفیرِ نورِ ایماں کی ولادت ہے

نبیؐ کا نام لیتے ہیں بھنور ساحل میں ڈھل جائے
مقابل کیا دریدہ ناؤ کے طوفاں کی شدت ہے

غمِ دوراں ہے کوسوں دُور شہرِ دل کی سرحد سے
مرے دل میں غمِ محبوبِ یزداں کی سکونت ہے

خدا کے جس نمائندے نے بخشی ہے خود آگاہی
رہِ دل میں اُسی رہبر کے احساں کی ضرورت ہے

حمیدِ صابری جو ہیں بنائے محفلِ ہستی
انھی کے نور سے آراستہ امکاں کی جنت ہے



یوں زائرینِ طیبہ کا جاری سفر رہے
 اُمیدِ لطفِ سیدِ خیرِ البشر رہے

جو فرش سے گئی ہے سرِ عرشِ آگہی
 زیبِ نظرِ نبیٰ کی وہی رہگذر رہے

مضمرا اسی عمل میں ہے اب ارتقائے زیست
 اب جستجو حضور کی شام و سحر رہے

جن کو عزیزِ اُسوۃ خیر الوریٰ رہا
 دربارِ شاہِ دیں میں وہی معتبر رہے

درکار ہے جو رُوح کو معراجِ بندگی
پیوست اُن کے در سے جبینِ نظر رہے
اتنی سی آرزو ہے بس اتنی سی التجا
یہ دل نبیؐ کے عشق میں بادیدہ تر رہے
بو دیں اگر حمیدِ وفاؤں کا خون ہم
سر سبز باغِ دین کا اک اک شجر رہے



جب بیانِ رسولؐ ہوتا ہے
”رحمتوں کا نزول ہوتا ہے“

جس پہ ہوتا ہے صبحِ نو کا گماں
وہ جمالِ رسولؐ ہوتا ہے

جس کو حاصل ہے عشقِ سرورِ دین
اُس کو ہر زخمِ پھول ہوتا ہے

رحمتِ حق ہے مہرباں جس پر
کب وہ انساں ملول ہوتا ہے

حُسن اُگتا ہے اُس کی آنکھوں سے
جس کو عشقِ رسول ہوتا ہے
جس میں خوشبو نہ ہو درودوں کی
وہ گلستاں فضول ہوتا ہے
حکمِ باری سے جو عبارت ہو
وہ نبیؐ کا اصول ہوتا ہے
نعت کہتے ہیں جس کو لوگ حمید
رحمتوں کا حصول ہوتا ہے



گلوں پر رنگ و نکہت پر دو عالم کی بہاروں پر
رسول اللہ کا حسنِ کرم ہے لالہ زاروں پر

سکوتِ شب میں گھبرانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا
دروہوں کے ترانے گنگناؤ دل کے تاروں پر

گزر جائیں نہ کیوں دل چیر کر طوفاں کے لشکر کا
نوازش دین کے والی کی ہے دُنیا کے ماروں پر

مجھے لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ کہنا پڑتا ہے
نظر جاتی ہے جب میری تھکے ماندے نظاروں پر

خدا شاہد لکھا ہے یا محمدؐ نورِ سبحانی!
تجلی کی جبیں پر عرش کے روشن مناروں پر

اُٹھے گا المدد کا شور جب تاریک راہوں میں
محمدؐ نور افشانی کریں گے شب کے ماروں پر

وہ حاضر ہو نہیں سکتا نبیؐ کے آستانے پر
نچھاور جسم و جاں کرتا تہمین جو چار یاروںؐ پر

ٹھٹھک سکتا نہیں طوفان کی مخدوش موجوں میں
سفینہ میرا بہتا ہے محمدؐ کے اشاروں پر

حمید اس راز سے واقف نگہدارِ حقیقت ہیں
خدا کا لطفِ بے حد ہے نبیؐ کے جاں نثاروں پر



میں جو قسمت سے کبھی اُن کے نگر جاؤں گا
عشق ہوں، حُسن کے قدموں میں بکھر جاؤں گا

اوڑھ کے جاؤں گا جب نورِ نبیٰ کی موجیں
میں اندھیروں کے سمندر سے گزر جاؤں گا

جب بھی لمحات کے سرور نے بلایا مجھ کو
شام کی راہ سے مانندِ سحر جاؤں گا

فاصلے راہ کے جھک جھک کے قدم چومیں گے
شہرِ تقدیس میں جب مثلِ نظر جاؤں گا

جذبہء دید سلامت ہے تو اُن کے در پر
لاکھ زخمی ہیں مرے پاؤں مگر جاؤں گا

چادرِ نورِ نبیٰ اوڑھے ہوئے ہوں اے دوست
میں شبِ تار سے مانندِ سحر جاؤں گا

غنچہ و گل تو کہاں شاہِ دو عالم کے حضور
نذر کرنے کے لیے زخمِ جگر جاؤں گا

یاد فرمائیں گے جب گنبدِ خضریٰ کے مکیں
سر جھکائے ہوئے بادیدہ تر جاؤں گا

جب پہنچ جاؤں گا انوارِ ازل کے در پر
میں اُجالا ہوں اُجالوں میں اتر جاؤں گا

قصرِ سرکار پہ لے جائے گا جب عشق مجھے
رکھ کے دہلیز پہ سر جاں سے گزر جاؤں گا

خلد میں شافعِ محشر کی نوازش کے طفیل
نعت پڑھتا ہوا بے خوف و خطر جاؤں گا
مجھ کو آئے گا بلاوا مرے آقا کا حمید
دیکھنے کے لیے اللہ کا گھر جاؤں گا



مجھ کو محمدؐ عربی پر ہے فخر و ناز
اُن کے کرم سے میں ہوں دو عالم میں سرفراز

درکار ہے نشاطِ دل و دین جو مومنو
کشکولِ غم بڑھاؤ۔ کہ بابِ کرم ہے باز

محشر میں ہوں گے شافعِ محشر کے ساتھ ساتھ
سب اُمتوں میں ہم کو ملا ہے یہ امتیاز

بے تاب ہے جبینِ طلب میں یہ آرزو
میرا سرِ نیاز ہو اور اُن کا پائے ناز

کیفِ نشاطِ عشق میں ڈھل جائے زندگی
یادِ نبیؐ کے گیت ہوں صلِ علیؑ کا ساز

بعد از نماز ذکر سے اُنؑ کے نہ کر فرار
اُنؑ پر درود پڑھنا بھی ہے سر بسر نماز

عالم ہے شمعِ رُوئے محمدؐ سے تابناک
جُھ پوئیہ بزمِ عشقِ نبیؐ میں گھلا ہے راز

نعتِ نبیؐ سناؤں سرِ بزمِ آگہی
لہجے کو ہو نصیب اگر سوزِ جاں گداز

بوسے زباں کے شمس و قمر کیوں نہ لیں حمید
مدحِ نبیؐ میں شام و سحر ہوں سخن طراز



زحمت میں ہیں رحمت کی نظر سید عالم
ہر سحر کے موسم میں سحر سید عالم

کہتی ہیں گلستانِ شریعت کی بہاریں
ہر نخل حقیقت کا ثمر سید عالم

یہ شام و سحر آپ کے جلووں سے ہیں روشن
طالب نہ ہوں کیوں شمس و قمر سید عالم

ہر سمت رواں پھر بھی ہیں اسلام کے شیدا
ہر گام پہ ہیں خوف و خطر سید عالم

لِلّٰہِ اِسے نیر کا دروازہ دکھا دیں
دیوانہء شر پھر ہے بشر سیدِ عالم

افسانہء دُنیا نہ بنیں دین کے راہی
منظر میں اُتر جائے نظر سیدِ عالم

ظلمات کے زنداں میں پریشاں ہیں نگاہیں
چمکائیں مرا داغِ جگر سیدِ عالم

پھر کفر کے صحرا میں بھٹکتا ہے مسلمان
دے دیجیے ایماں کے گہر سیدِ عالم

اب آپؐ کی اُمت ہے تعیش کے نگر میں
چہروں پہ نہیں گردِ سفر سیدِ عالم

عیبوں کی فضاؤں میں تمید اب ہے پریشاں
دے دیجیے عرفان ہنر سیدِ عالم



جہانِ کفر میں قندیلِ حق جس نے اُجالی ہے
وہی ختمِ الرسل، نورِ ہدایتِ دین کا والی ہے

جسے یس و طہ کا لقب اللہ نے بخشا
نبوت بے نظیر اُس کی، رسالت بے مثالی ہے

نظر میں نورِ آقا ہاتھ میں روضے کی جالی ہے
تمنا جس کی دل کو تھی وہی جاگیرِ پالی ہے

وہ گل ہوں یا جواہر ہوں، وہ انجم ہوں کہ سورج ہو
مرا مولا جہانِ آب و گل میں بے مثالی ہے

یہ احسانِ نبیؐ ہے منتشر پھولوں کی محفل پر
معطر عطرِ وحدت سے چمن کی ڈالی ڈالی ہے

مری نظروں کو اہلِ زر کے طشتِ زر سے کیا لینا
مرا دل سرورِ کونین کے در کا سوا ہے

ملا یہ راز مجھ کو رازدارِ ہر دو عالم سے
چراغِ آخرت کی راہ میں اک رات کالی ہے

سلاطینِ جہاں اُس کو سلامی پیش کرتے ہیں
گدائے مصطفیٰؐ کی کس قدر توقیر عالی ہے

یقیناً روبرو حق کے وہی بس سرخ رُو ہوگا
کہ جس نے اُسوۂ آقاؐ میں اپنی زیست ڈھالی ہے

حمیدِ صابری میں وہ ثنا گوئے محمدؐ
میں خاکِ فرش ہوں سوچوں میں لیکن عرشِ عالی ہے



رکھ لی ہے جس نے دیدہ پرغم کی آبرو
وہ نورِ مصطفیٰ ہے دو عالم کی آبرو

کیونکر نہ چشمِ شوق میں وہ جلوہ زار ہیں
کرتا ہوں دل سے نورِ مجسم کی آبرو

اے کاش کوئی سورہ طہ میں جھانکتا
کرتا ہے عشقِ حسنِ مکرم کی آبرو

جن پر نشاطِ روح و بدن کا مدار ہے
غم سے اُنھی کے ہے دل پر غم کی آبرو

اعجاز ہے یہ سرورِ دیں کے ظہور کا
مخلوق میں ہے خالقِ اعظم کی آبرو
آتی ہیں شش جہت سے صدائیں درود کی
اللہ رے یہ محسنِ عالم کی آبرو
سلطانِ بحر و بر کا یہ لطفِ جمیل ہے
کی ہے سمندروں نے بھی شبنم کی آبرو
جب پیش ہوگی نعت مری حق کے سامنے
محشر میں ہوگی کاوشِ پیہم کی آرزو
یہ ہے کرم حمیدِ رسولِ کریم کا
اب فکر میں ہے نورِ مقدم کی آبرو



جس کو نصیب سرورِ عالم کا پیار ہو
کیونکر نہ اُس پہ رحمت پروردگار ہو

رَبِّ عَظِيمِ جس کے فضائل بیاں کرے
اُس کی فضیلتوں کا بھلا کیا شمار ہو

جاؤں جو طیبہ نذرِ شہہ دیں کے واسطے
لڑیاں سلام کی ہوں درودوں کا ہار ہو

اس کو جلا ملی ہے رسالت کے نور سے
کیوں دل کے آئینے پہ ہوس کا غبار ہو

دروازہٴ رسولؐ پہ قربان جو ہے دل
اُس پر جمالِ گنبدِ خضریٰ نثار ہو
میں بھی اٹھاؤں لطفِ حضوری مرے حضورؐ
مجھ پر بھی اے کریمِ کرم بار بار ہو
اے کاش جذبِ دید میں اتنا تو ہو اثر
دیکھوں جدھر جمالِ نبیؐ آشکار ہو
تڑپوں نبیؐ کی یاد میں تاحشر اے حمیدؐ
اتنی طویل میری شبِ انتظار ہو



اب مری آنکھوں میں روشن ہے جمالِ شاہِ دیں
روشنی ہی روشنی ہے سایہِ ظلمت نہیں

مل گیا تاریک ذروں کو بھی نوری پیرہن
جلوہ فرما جب ہوا فاران پر مہرِ مبین

صابرِ دوراں کے جلوے ہیں متاعِ زندگی
مطمئن ہے حُزن کی راتوں میں بھی چشمِ حزیں

رات کے پتھر سے رُک سکتے نہیں میرے قدم
میں لیے پھرتا ہوں دل میں نیرِ صبحِ یقین

مجھ کو آتے ہیں مدینے سے مسرت کے سلام
میں کبھی اندوہ میں ہوتا نہیں اندوہ کیس

یہ تمنا ہے کہ سجدے سے نہ اٹھے تا حیات
جب جھکاؤں سرورِ دوراں کی چوکھٹ پر جبیں

یا محمدؐ تا بہ منزل دست گری کیجیے
زلزلوں کی رہ گزر ہے آرزوؤں کی زمیں

چھا گیا ہے صبح کے پیکر پہ راتوں کا فسوں
جھک رہی ہے کفر کے در پر مسلمان کی جبیں

پی رہا ہوں تشنگی میں زحمتوں کی تلخیاں
بادۂ رحمت عطا ہو رحمۃً للعالمین

اب بشر کے واسطے قرآن میں ہے شر کا علاج
اب کوئی خیر الوریٰ دُنیا میں آسکتا نہیں

یہ غلامِ نعت گو بھی حاضر دربار ہو
فکرِ دنیا سے چھڑا لو اس کو لے اے سلطانِ دیں
آنسوؤں کے گرم پانی سے وضو کر کے حمید
میں کیا کرتا ہوں فکرِ نعتِ ختم المرسلین



غم کا علاج آپ ہیں غم خوار آپ ہیں
تریق دردِ دفعِ آزار آپ ہیں

کیونکر نہ روز و شب ہوں گدائے درِ حضور
خلاقِ رنگ و نور کے شہہ کار آپ ہیں

دریائے زندگی ہو کہ ساحل ہو موت کا
تابِ دل و نگاہ کے مختار آپ ہیں

رنجور و غمزدہ کو مسرت کا ہیں پیام
مجبور و بے نوا کے طرفدار آپ ہیں

ذروں کو نجم و ماہ کا پیکر نہ کیوں ملے
راتوں کی منزلوں میں سحرکار آپ ہیں

حسنِ حیاتِ نو ہیں بہاروں کی تمکنت
پھولوں کی بزمِ نکہتِ گلزار آپ ہیں

کیونکر نہ نصرتوں کے سلام آئیں زیست پر
ہر کربلائے نو میں علم دار آپ ہیں

روزِ جزا کا خوف ستائے گا کیا مجھے؟
جب مغفرت کے حشر میں مختار آپ ہیں

کیونکر جھکے نہ پاؤں پہ دُنیا کی سروری
سرور لقب ہے جن کا وہ سرکار آپ ہیں

عاجز حمید پر بھی کریمانہ اک نظر
اے رحمتِ زمانہ کرم گار آپ ہیں



دل جب نبیؐ کی یاد میں ہوتا ہے بے قرار
ارمانِ دید و دیدوں کے ہوتے ہیں اشک بار
روضے پہ مجھ کو اپنے بلا لیجئے حضورؐ
چہرے پہ زندگی کے نہیں رنگِ اعتبار
امت پہ آ پڑا ہے کڑا وقت یا نبیؐ
باطل کی زد میں آیا ہے اسلام کا وقار
جب عشق کے لبوں پہ محمدؐ کا نام ہو
صلیٰ علیٰ کا ورد کرے حسنِ انتظار

غم کیوں نہ چھلکیں آنکھ سے پیشِ رسولِ پاک
غمدار کے حضور غموں میں ہیں غم گسار

وحدت کی خوشبوؤں سے مہک اٹھی کائنات
گلبار جب ہوا ہے رسالت کا گلزار

جس کی نظر میں راہِ پیمبر ہے جلوہ گر
اقلیمِ قلب و روح اسی کا ہے تابدار

اللہ رے یہ صاحبِ معراج کا مقام
زیرِ قدم ہے عرشِ معلیٰ کی رہگذار

جو رازدارِ بزمِ حقائق ہیں دہر میں
کب ان سے غم زدہ کا ہے پوشیدہ حالِ زار

رحمت نے لے لیا مجھے آغوش میں حمید
جس دم ہوا ہوں اپنے کیے پر میں شرمسار



جگا جوت دل میں وہ عشقِ نبیٰ کی
اُجالوں میں ڈھل جائے شبِ زندگی کی

جو بزمِ نبیٰ میں ہوا ہے چراغاں
ستاروں نے کی آرزو حاضری کی

فنا دل سے ہو جائے راہِ نبیٰ میں
اسی میں ہے مضمحل بقا آدمی کی

جو عاشق کا سر ہو درِ مصطفیٰ پر
میسر ہو معراج اُسے عاشقی کی

کبھی صدق دل سے پکارے تو کوئی
بناتے ہیں بگڑی وہ ہر آدمی کی

یہی آدمی کے ہے دکھ کا مداوا
جہاں میں ہو تعمیر حکمِ نبیٰ کی

سجا جن کے سر پر شفاعت کا سہرا
انہیں فکرِ محشر میں ہے اُمتی کی

نہ کیوں مجھ سے لرزاں ہوں ظلمت کے سائے
میں اوڑھے ہوئے ہوں رداِ روشنی کی

یہ شیشہ ہے وہ جس میں ہے آبِ کوثر
مرے دل پہ کیوں گرد ہو تشنگی کی

رسولِ مکرمؐ کا اس پر کرم ہے
حمیدِ آج پرشش ہوئی صابری کی



عرش کے روشن مناروں پر مرے آقا کا نام
بحر و بر میں ہے ضیا گستر مرے آقا کا نام

صدق دل سے دیکھئے لے کر مرے آقا کا نام
حادثوں میں اب بھی ہے یاور مرے آقا کا نام

ہر نگاہ جستجو کو منزلِ نو کا سراغ
ہر مسافر کے لیے رہبر مرے آقا کا نام

روئے شمعِ مصطفیٰ سے ہر کرن ہے فیض یاب
سُورجوں کو روشنی پرور مرے آقا کا نام

عادلوں کے خامہء انصاف کی ہے زندگی
عدل کی تحریر کا محور مرے آقا کا نام

گلشنِ توحید کے حسنِ تقدس کی بہار
نکبتِ تقدیس کا پیکر مرے آقا کا نام

اُن کے اشکوں سے ہوا روشن چراغِ لالہ
نورِ اِلا اللہ کا مظہر مرے آقا کا نام

خاورِ نورِ عطا ہے بخششوں کا آفتاب
حشر میں ہے رحمتِ داور مرے آقا کا نام

عکسِ وحدت کیوں نہ چھلکے میری چشمِ شوق سے
نقش ہے جب شیشہء دل پر مرے آقا کا نام

دیدۂ نمناک کو ٹھنڈک غموں کی دھوپ میں
وجہِ تسکینِ دلِ مضطر مرے آقا کا نام

آفتابِ رحمتِ عالم نہ کیوں اُن کو کہیں
شب کے ماروں پر کرم گُستر مرے آقا کا نام

حرفِ مدحت کیوں نہ ہوں اب ذہن کی زینت حمید
اب ہے سوچوں میں ثنا پرور مرے آقا کا نام



گلزارِ جاں پہ ہے یہ عنایت حضورؐ کی
دل میں مہک رہی ہے محبت حضورؐ کی

دُنیا میں جس نے کی ہے اطاعت حضورؐ کی
عقبیٰ میں پائے گا وہ رفاقت حضورؐ کی

یہ آرزو☆ ہے جاگتی آنکھوں سے دیکھ لوں
کی میں نے خواب میں تو زیارت حضورؐ کی

ارض و سما ہیں آپؐ کے جلووں سے فیض یاب
کون و مکاں میں عام ہے رحمت حضورؐ کی

☆ بحمد اللہ ایک روشن رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مع صحابہ کرام
رضوان اللہ جمیعین کے اپنی زیارت سے سرفراز فرمایا۔

اللہ جانتا ہے فقط شانِ مصطفیٰ
 لکھی ہے لوحِ عرش پہ عظمتِ حضور کی

آیا ہے میرے ذہن میں جب آپ کا خیال
 آئی زباں کو چومنے مدحتِ حضور کی

ربِ عظیم کی ہیں اسی پر نوازشات
 جس کو عزیز تر ہے شریعتِ حضور کی

کس پر کھلا ہے راز ”ال م“ کا
 کس پر عیاں ہوئی ہے حقیقتِ حضور کی

پہنچا مرا خیال سرِ لامکاں حمید
 ابھری مکانِ دل سے جو چاہتِ حضور کی



اعجاز ہے یہ ذکرِ محبوبِ کبریا کا
عرشِ عظیم محور ہے میری التجا کا

صدیقؓ کا، عمرؓ کا، عثمانؓ و مرتضیٰؓ کا
پہنا ہے عشق میں نے یارانِ مصطفیٰؐ کا

سنتِ مرے نبیؐ کی اللہ کی ہے سنت
اقدامِ مصطفائیؐ قرآن ہے خدا کا

مٹ جاؤ گے جہاں سے سن لو یہ گوشِ دل سے
نافذ جو کر نہ پائے دستورِ مصطفیٰؐ کا

ظالم یہودیوں کے نرنے میں زندگی ہے
عنوان بن گیا ہوں تاریخِ کربلا کا

شاداب جو زمیں تھی پھر ہو چلی ہے بنجر
پھر اے سحابِ رحمت چھینٹا کوئی عطا کا

اسلام کے بدن سے پھر خون رس رہا ہے
روحوں میں چبھ رہا ہے پھر تیر ابتلا کا

اے ناصرِ دو عالم نصرت کو بھیج دیجے
امت کو سامنا ہے کفارِ ناسزا کا

سارا جہان میرا گرویدہ ہو گیا ہے
میں جب سے ہو گیا ہوں سردارِ انبیا کا

حقا حمید ان کے چودہ طبق ہیں خادم
میں ہی غلام کیا ہوں سلطانِ دوسرا کا



”جب محمدؐ کی بات ہوتی ہے“

وجد میں کائنات ہوتی ہے

جب بھی پیتا ہوں جامِ صلِ علیٰ

درد و غم سے نجات ہوتی ہے

ابرِ رحمت کو یاد کرتے ہی

بارشِ التفات ہوتی ہے

ساتھ رکھتا ہے جو غمِ مرسل

ہر خوشی اُس کے سات ہوتی ہے

بابِ خضرؑ پہ زندگی کو گزار

زندگی بے ثبات ہوتی ہے

پھول جس میں کھلیں درودوں کے
کیف پرور وہ رات ہوتی ہے

زحمتوں میں حضورؐ کی رحمت
دردمندوں کے سات ہوتی ہے

یاد اُس رحمتوں کے والیؐ کی
دافعِ حادثات ہوتی ہے

جو نبیؐ کے پیادے ہوتے ہیں
اُن سے ہر غم کو مات ہوتی ہے

عشقِ مولا میں بے خبر ہونا
دل نشیں واردات ہوتی ہے

موت راہِ رسولؐ حق میں حمید
حاصلِ صد حیات ہوتی ہے



خدائی کے والی حبیبِ خدا ہیں
 وہ مختارِ اقلیمِ عارض و سما ہیں
 وہ یس و طہ وہ بدر الدرّجی ہیں
 سراپا اجالا ہیں شمسِ لضحیٰ ہیں
 عقیدت کی آنکھوں سے دیکھا ہے میں نے
 محمد مری روح میں جلوہ زار ہیں
 انھی سے ہیں خلدِ نظر میں بہاراں
 وہ تخلیق کون و مکاں کی بنا ہیں

کوئی پیاسا آتا نہیں اُن کے در سے
وہ موجِ کرم ہیں، وہ بحرِ سخا ہیں

اُنھی سے ہے قائم بھرم ضبطِ غم کا
شکستہ دلوں کا وہی آسرا ہیں

اسیرانِ عشقِ نبی اللہ اللہ
غمِ قیدِ ہر دو جہاں سے رہا ہیں

مہ و مہر ہیں اُن کی راہوں کے ذرے
محمدؐ شب و روز کے رہنما ہیں

مجھے غم ہو کیوں حادثاتِ جہاں کا
مرے ساتھ جب میرے مشکل کشا ہیں

وہی پھول دیتے ہیں زخموں کے بدلے
جہاں میں وہ معیارِ لطف و عطا ہیں

بظاہر لباسِ بشرِ زیبِ تن ہیں
بشر سے حقیقت میں وہ ماورا ہیں
حمید اُن کی توصیف کیونکر بیاں ہو
وہ خلاقِ عالم کا بھی مدعا ہیں



لب پہ نعتِ پیمبرؐ مہکنے لگی، دفعتاً کیف میں روح ڈھلنے لگی
میرے سرکارؐ کی انجمن سج گئی، شمعِ عشقِ نبیؐ دل میں جلنے لگی

حج کے لمحات پھر ہو گئے جلوہ زار، پھر ہوئے قافلے سوئے بطحارواں
پھر نگاہِ تمنا کے آغوش میں، آرزوئے زیارت مہکنے لگی

مزدہ کھیتوں سے اُگنے لگی زندگی، مُسکرا نے لگی شاخِ دل کی پھبن
شاہِ دوراں کے الطاف کی روشنی، درد و غم کے اندھیرے نکلنے لگی

خوبیٰ بخت سے جب کبھی دل مرا، سرورِ دیں کی یادوں کا محور ہوا
دیکھ کر میرے جذبوں کی تابندگی، میری پرچھائیں بھی مجھ سے جلنے لگی

میں نے جس دم کہا المدد یا نبی! زحمتوں میں ہوا رحمتوں کی چلی
موج طوفاں میں ساعل کے جلوے ملے، ناؤ میری بھنور سے نکلنے لگی

دل جمالِ نبیؐ کا طلبگار ہے، مدتوں سے مجھے شوقِ دیدار ہے
بھیک جلووں کی اب تو عطا کیجئے، دل میں شمعِ تمنا پگھلنے لگی

چاہتوں کے حسیں شہر کی چاہ میں، منزلِ آگہی کی کٹھن راہ میں
اے حمید اُن کی چشمِ کرم کیا ہوئی، زندگی ہر قدم پر سنبھلنے لگی



میں بھی درِ حضورؐ پہ جاؤں خدا کرے
جا کر جبینِ شوق جھکاؤں خدا کرے

سن کر بگوشِ عشق صدا لا الہ کی
سویا ہوا نصیب جگاؤں خدا کرے

میں اپنے درد و کرب کے اظہار کے لیے
آنسو مدینے جا کے بہاؤں خدا کرے

بخشیشِ حضورؐ اذنِ تکلم مجھے کبھی
حالِ دلِ تباہ سناؤں خدا کرے

ہستی کے ہر سفر میں درود و سلام کو
میں عشق کا شعلہ بناؤں خدا کرے

میں ارتقائے نور بصیرت کے واسطے
آنکھوں میں خاکِ طیبہ لگاؤں خدا کرے

میں بھی طوافِ کعبہ کروں جھوم جھوم کر
زم زم سے میں بھی پیاس بجھاؤں خدا کرے

مجھ پر بھی مہرباں ہوں کبھی مہرِ ممکنات
میں بھی تجلیوں میں نہاؤں خدا کرے

پہنچوں جو ایک بار دیارِ رسول میں
پھر لوٹ کر حمید نہ آؤں خدا کرے



خدا نے خیر الوریٰ کی صورت، فلاحِ نوعِ بشر کی خاطر
 جہانِ شر میں نبیؐ کو بھیجا، جلائے قلب و نظر کی خاطر

سمولے آنکھوں میں سوزِ غم کو، شبابِ زخمِ جگر کی خاطر
 دُعا سے پہلے درود پڑھنا، دُعا میں حسنِ اثر کی خاطر

ورودِ خورشیدِ کبریا سے ملی ہیں تابانیاں جہاں کو
 سحر کے رُخ سے نقاب اٹھا، ظہورِ خیرِ البشر کی خاطر

نبیؐ کے ہونٹوں کی مسکراہٹ جمالِ رنگِ بہارِ ہستی
 نبیؐ کے نقشِ قدم ہیں روشن حیاتِ شمس و قمر کی خاطر

مرادِ سرکارِ ہر دو عالم خدا نے بھیجی ہے طشتِ حق میں
حبیبِ حق کی دُعا سنی جب، حصولِ حضرتِ عمرؓ کی خاطر

حضورِ کوئی کرم کا چھینٹا، سلگتے باغِ طلب پہ بھی ہو
ستم کی دھوپوں میں نخلِ ہستی دُعا بہ لب ہے ثمر کی خاطر

یہ آرزو ہے درِ نبیؐ پر صدائے عجز و نیاز بن کر
حمیدِ مدحت کے پھول چھڑکوں متاعِ فیضِ نظر کی خاطر



شفقت و رحم کا پیکر ہیں رسولِ اکرم
سربسر رحمتِ داور ہیں رسولِ اکرم

خُلُق، ایثار، کرم، لُطف، نوازش، رحمت
حسنِ الطاف کا پیکر ہیں رسولِ اکرم

نور ہیں نور کی تخلیق ہے پاکیزہ جمال
خلقِ خلاق کا مظہر ہیں رسولِ اکرم

کیوں نہ جھک جائے اطاعت کو تکبر کی جبیں
شہرِ اخلاص کے سرور ہیں رسولِ اکرم

فرش پر مرسلِ دوراں ہیں رسولِ آخر
منزلِ عرش کے رہبر ہیں رسولِ اکرم

حق سے پائی وَرَفَعْنَاكَ ذِكْرَكَ کی سند
نورِ رفعت سے منور ہیں رسولِ اکرم

اُن کے قدموں پہ جھکے کیوں نہ دو عالم کی بہار
خلدِ توقیر کا محور ہیں رسولِ اکرم

وہ مکرم ہیں کریمانہ ریاست اُن کی
امن و راحت کے پیہر ہیں رسولِ اکرم

کیوں نہ وحدت کی شعاعیں ہوں انھی سے منسوب
مہرِ توحید کا پیکر ہیں رسولِ اکرم

کیوں نہ باطل کا فسوں سربہ گریباں ہو جائے
حق کے منشور کا مظہر ہیں رسولِ اکرم

کیوں نہ جذبوں کے تموج پہ رقم ہو تو صیف
میری سوچوں کا سمندر ہیں رسولِ اکرم

کیوں تجھے پریشِ اعمال کا ہو خوف حمید
حشر میں شافعِ محشر ہیں رسولِ اکرم



وہ باغ، وہ بہار، وہ بزمِ نبیٰ کہاں
صحرا میں جی رہا ہوں مگر زندگی کہاں

در پر حبیبِ حق کے جھکاؤں جبینِ غم
لیکن مرے نصیب میں ایسی خوشی کہاں

لے جائے جو مکاں سے سرِ لامکاں مجھے
اس رہبروں کے دور میں وہ رہبری کہاں

بطحا سے بے نیاز ہے طیبہ سے بے خبر
سعی و عمل کی راہ میں اب اُمتی کہاں

حاصل ہے گردِ راہِ نبیؐ کو جو روشنی
 مہتاب و آفتاب میں وہ روشنی کہاں
 لطف و کرم سے آپؐ کے ہر شے ہے فیض یاب
 بے مثل ہیں حضورؐ مثال آپؐ کی کہاں
 کیسے کہوں کہ مجھ کو ہے نسبت رسولؐ سے
 وہ سورجوں کا شہر کہاں تیرگی کہاں
 میری کہاں مجال کہ نعتِ نبیؐ کہوں
 مدحِ رسولِ پاک کہاں صابری کہاں؟
 جو سنتِ رسولؐ کا حاصل نہیں حمید
 کہنے کو بندگی ہے مگر بندگی کہاں



نبیؐ نے نقابِ حسیں جب اٹھائی
ہوئی چشمِ دل پر حقیقت کشائی

وہاں ہے مری جستجو کی رسائی
جہاں سب کی ہوتی ہے مشکل کشائی

محمدؐ کی عادت سراپا نوازش
محمدؐ کا دستور سب کی بھلائی

وہ سلطانِ اقلیمِ حسنِ وفا ہے
جسے مل گئی مصطفیٰ کی گدائی

اُسی کے دل و جاں منور ہوئے ہیں
کہ شمعِ اطاعت ہے جس نے جلائی

مہک سب گلوں نے چہک بلبلوں نے
 نبیؐ پر بصد شوق و نازاں لٹائی
 درِ رحمتِ حق کھلے گا یقیناً
 جو میری دُعا بہہ کے اشکوں میں آئی
 لقبِ رحمتِ حق ہے قرآن میں جس کا
 اسی کا خدا ہے اسی کی خدائی
 لبوں پر جو آیا ہے نامِ محمدؐ
 مجھے قیدِ غم سے ملی ہے رہائی
 سلام آئے عرشِ معلیٰ سے پیہم
 لبِ دل پہ نعتِ نبیؐ جب سجائی
 حمید ان کا فیض و کرم اللہ اللہ
 کہ بگڑی ہوئی بات میری بنائی



جب عشقِ مصطفیٰؐ مرا ایمان ہو گیا
مجھ کو جمالِ ذاتِ عکا عرفان ہو گیا

جو دل سے ہو گیا ہے غلامِ شہِ زمن
دُنیا کے بادشاہوں کا ارمان ہو گیا

اب بارشیں ہیں دل پہ نشاطِ حیات کی
مجھ پر غمِ رسولؐ کا احسان ہو گیا

اللہ رے یہ شان رسالتِ مآبؐ کی
جبریل در پہ آیا تو دربان ہو گیا

دروازہ کھل گیا ہے جو خلقِ حضورؐ کا
 خلقت میں عام آپؐ کا فیضان ہو گیا
 سرکارِ کائنات نے جس دم نگاہ کی
 میں شہرِ دین و دل کا نگہبان ہو گیا
 اللہ کی زبانِ بیانِ رسولؐ ہے
 فرمان جو ملا ہے وہ قرآن ہو گیا
 کھلنے لگے نگاہ پہ اسرارِ لالہ
 میں جب نبیؐ کی راہ میں قربان ہو گیا
 پردہ اٹھا ہے رُوئے محمدؐ سے جب حمید
 آئینہ شش جہات کا حیران ہو گیا



جب ہو نصیب آپ کا دربار دیکھنا
شہر تجلیات کے انوار دیکھنا

بطحا کا شہر طیبہ کے بازار دیکھنا
ہر سو غم نبی کے خریدار دیکھنا

طیبہ کے ذرے ذرے کو اے زائر حرم
ہم شکل مہر و ماہ ضیاء بار دیکھنا

جس دم نظر میں گنبد خضریٰ کا ہو جمال
حسن رسول پاک کا مینار دیکھنا

بے تابیاں ملی ہیں جو عشقِ رسولؐ میں
چھن جائے وہ نہ دولتِ بیدار دیکھنا

جب لو لگی ہو روح کی بزمِ رسولؐ سے
اپنے چراغِ دل کو ضیا بار دیکھنا

سوچوں کی انجمن میں جب آئیں مرے حضورؐ
سر کو جھکا کے جلوۂ سرکار دیکھنا

تفسیر پڑھ کے دیکھ لے اُمّ الکتاب کی
جس کو بھی ہو حضورؐ کا کردار دیکھنا

سلطانِ ممکنات بلائیں گے جب کبھی
ہو جائیں گے سفر کے بھی آثار دیکھنا

گزرے جو والہانہ دیارِ حبیب سے
حق کی بہارِ دین کا گلزار دیکھنا

اے دل وہ بارگاہِ رسالت مآب ہے
ٹوٹے وہاں نہ ضبط کا پندار دیکھنا
جب دل جھکاؤ فکرِ سخن کے لیے حمید
نعتِ نبیؐ سے ذہن کو سرشار دیکھنا



جسے شوقِ دیدارِ طیبہ رہا ہے
اُسی پر درِ شہرِ جنت کھلا ہے

ستمِ جس پہ دُنیا نے جتنا کیا ہے
کرمِ اُس پہ سلطانِ دین کا ہوا ہے

فنا کیونچہ ہو جاؤں راہوں میں اُن کی
محمدؐ کے قدموں میں خلدِ بقا ہے

خدا کی ہے مرضی محمدؐ کی مرضی
رضائے محمدؐ رضائے خدا ہے

بظاہر ہے جو سبز گنبد کی صورت
حقیقت میں وہ منزلِ ارتقا ہے

مکان میں ہیں جلو قدم لامکان پر
 حبیبِ خدا مالکِ دوسرا ہے
 وظیفہ مرے دل کا ہے یا محمدؐ
 لبوں پر مرے وردِ صلِ علیؑ ہے

مجھے کیوں نشاطِ جہاں سے ہو رغبت
 مرے دل کو حاصلِ غمِ مصطفیٰؐ ہے

شفائے کریمانہ [☆] کس کو عطا ہو
 کہ زیرِ قدمِ جس کے خلدِ عطا ہے

مدد کیجیے پھر مددگارِ دوراں
 مصائب میں انسان پھر مبتلا ہے

ملے مجھ کو توفیقِ سعی و عمل کی
 حمید اب یہ دن رات میری دُعا ہے

☆ والدہ محترمہ کی ذہنی علالت کے دوران بارگاہِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ میں عرض کی
 اور اللہ کریم نے شفا بخشی۔



زندہ ہوں تڑپ دید کی آنکھوں میں بسا کر
اے مہر جہاں تاب مرے دل کو حرا کر

الحمد میں ڈوبی ہوئی منظور دُعا کر
اللہ مجھے جذبہء حسان عطا کر

دل میں شہہ کونین کی یادوں کو جگا کر
بیٹھا ہوں شبِ ہجر کی دہلیز پہ آ کر

یارب مرے جذبوں کو پذیرائی عطا کر
جاڑوب کشی میں بھی کروں طیبہ میں جا کر

ہاتھوں کو اٹھا کر کبھی دامن کو بڑھا کر
کرتا ہوں محمدؐ کی طلب اشک بہا کر

درکار اگر ہے غمِ دُنیا سے رہائی
اسمائے پیمبرؐ کو شب و روز پڑھا کر

اللہ رے سرکارؐ کی یہ بندہ نوازی
سلطان بناتے ہیں گداؤں کو بلا کر

بنتے ہیں دیا بزمِ رسالت کا وہی لوگ
لو اُن سے لگاتے ہیں جو دُنیا کو بھلا کر

پلکوں کا قلم دھو کے وفاؤں کے عرق سے
اسمِ شہِ دینِ دل کے صحیفے میں لکھا کر

میں بھی تو ثنا خوانِ رسولؐ دوسرا ہوں
اے کاش کبھی نعت پڑھوں روئے پہ جا کر

بیدار تمنا کو گھروندے میں طلب کے
رکھتا ہوں تعیش کی نگاہوں سے بچا کر

اے کاش سرِ حشر یہ بر آئے تمنا
سرکار کہیں دیکھو وہ آیا مرا چا کر

اے کاش حمید اُن کے درِ پاک پہ پہنچے
نعتوں کے حسیں پھولوں کا گلستہ سجا کر



جس کے دیارِ دل پہ ترے غم کا راج ہے
اُس کو نشاطِ دہر کی کب احتیاج ہے

ہر دور میں نظامِ مسیحائے ہر زماں
دُکھیا کا آسرا ہے دُکھوں کا علاج ہے

فرمانِ مصطفیٰؐ پہ جو قربان ہو گیا
اُس کے لیے بقائے دو عالم کا تاج ہے

متروک آج کل ہیں روایاتِ شاہِ دیں
خود ساختہ عذاب کی زد میں سماج ہے

اوصافِ مصطفیٰؐ تو ہیں میری زبان پر
الحادیوں کے قلب میں کیوں اختلاج ہے

جھکتی ہے اُن کے در پہ سلاطین کی جبیں
جن کے سروں پہ صدقِ رسالت کا تاج ہے

جس کو غمِ رسولؐ کا عرفان ہو گیا
اُس کے لیے نشاطِ جہاں کا خراج ہے

اب ذکر ہے لبوں پہ رسولِ کریمؐ کا
مجھ کو نہ اب جہاں میں کوئی کام کاج ہے

ہر اک ستم رسیدہٗ دُنیا کو اے حمیدؐ
سرکارؐ کے کرم کی سدا احتیاج ہے



اے وجہِ نمودِ شمس و قمر اے نورِ مجسم کیا کہنا
اے روشنیِ تہذیب و ادب اے صبحِ دو عالم کیا کہنا

انسان کے لاغر جسموں کو جینے کی ادائیں بخشی ہیں
اے محسنِ عالم کیا کہنا اے مشفقِ اعظم کیا کہنا

توحید و رسالت کے نعرے ہر سمت فضا میں گونج اٹھے
دنیا میں خدا کی عظمت کے لہر اے پرچم کیا کہنا

سردار ہوئے سرداروں کے، غم خوار ہوئے غمداروں کے
یہ موجِ نوازشِ صلِ علیٰ، یہ بحرِ مکرم کیا کہنا

ہر درد کا چارہ دردِ ترا، ہر غم کا مداوا غم ہے ترا
ابروئے کرم کی جنبش ہے، ہر زخم کا مرہم کیا کہنا

اللہ کی شوکت و عظمت کا، کفار سے لوہا منوایا
تکفیر کے دل پر گاڑھ دیا اسلام کا پرچم کیا کہنا

جو در پہ بھکاری آتا ہے، منہ مانگی مرادیں پاتا ہے
اے جذبِ عطا، اے دستِ سخا، اے رحمتِ عالم کیا کہنا

دن رات حمیدِ عاجز پر اکرام کی بارش ہوتی ہے
یہ لطفِ مسلسل کیا کہنا، یہ شفقتِ پیہم کیا کہنا



رنجور اُن کے ذکر سے مسرور ہو گئے
بے نور جو چراغ تھے پر نور ہو گئے

اللہ رے یہ مہر رسالت کا التفات
گمراہ سائے دہر سے کافور ہو گئے

زیب صنم کدہ تھے جو اصنام کائنات
اک ضرب لا الہ سے سب پجور ہو گئے

اب تو عطا ہو مرہم رحمت مرے حضور
جو زخمتوں کے زخم تھے ناسور ہو گئے

خوشیدِ حق نے جن پہ کرم کی نگاہ کی
وحدت کے نور سے بھی معمور ہو گئے

فرمان جو دیے ہیں رسولِ کریم نے
خلقِ خدا کے واسطے دستور ہو گئے

اُتنے قریب آ گئے طوفانِ حادثات
جتنے نبیؐ کی راہ سے ہم دُور ہو گئے

جب مل گیا زباں کو وسیلہ حضورؐ کا
سب سلسلے دُعاؤں کے منظور ہو گئے

کب جانتا تھا کوئی تمہیں دہر میں حمید
مدحِ رسولِ پاک سے مشہور ہو گئے



مری جبیں کو محمدؐ کا آستانہ ملا
نمازِ عشق ادا کرنے کا بہانہ ملا

فضائے شر کو اخوت کا درس انھوں نے دیا
بشر کو آپؐ سے اندازِ مخلصانہ ملا

سرِ غرور ادب سے جھکا ہے لمحوں کا
شہِ زماں کے غلاموں سے جب زمانہ ملا

نبیؐ کی صورت و سیرت کے نور سے مجھ کو
مذاقِ دید ملا ذوقِ عارفانہ ملا

جو سر جھکا ہے رسولِ خدا کی چوکھٹ پر
خدا گواہ اُسے تاجِ خسروانہ ملا

بصد نیاز بہاتا ہوں رات دن آنسو
نبیؐ سے دل کو عجب سوزِ جاودانہ ملا

نبیؐ کے ہجر میں ہے داغِ داغِ دل اپنا
زہے نصیبِ مرے دل کو یہ خزانہ ملا

ملی ہے نطقِ پیمبرؐ سے پتھروں کو زباں
شعورِ حسنِ سخنِ مجھ کو معجزانہ ملا

حمیدِ عشقِ محمدؐ میں کھو گیا جس دم
جو ڈھونڈنا اُسے چاہا تو کچھ پتا نہ ملا



جشنِ خیرِ الوریٰ ہے کیا کہنا

وردِ صلِ علیؑ ہے کیا کہنا

حضرتِ آمنہ کی قسمت میں

نورِ ربِّ العلا ہے کیا کہنا

چشمِ و دل کے حسین آنگن پر

نور چھایا ہوا ہے کیا کہنا

جن و انس و ملک کے ہونٹوں پر

مرحبا مرحبا ہے کیا کہنا

عرش کے راہرو کا نقشِ قدم

منزلِ ارتقا ہے کیا کہنا

مصطفیٰ کے لیے شبِ اسریٰ

مسندِ کبریا ہے کیا کہنا

نورِ توحید کفر کی شب میں

بیوہ آراء ہوا ہے کیا کہنا

جس کے سر پر ہے تاجِ اکملت

خاتم الانبیاء ہے کیا کہنا

نورِ تسکینِ کائنات حمید

ہر طرف جلوہ زار ہے کیا کہنا



جس پر خدا کے فضل سے لطفِ رسول ہو
وہ شخص کائنات میں کیونکر ملوں ہو

جس گھر سے ہوں بلند صدائیں درود کی
اُس گھر پہ رحمتوں کا مسلسل نزول ہو

آ جائے لب پہ نام جو خیرالانام کا
”لاریب لطف“ ربِ دو عالم حصول ہو

چشمِ الم سے غم کے جو چشمے اُبل پڑیں
رونا مرا فراقِ نبی میں قبول ہو

کوثر کے جام میرے لبوں کے ہوں منتظر
تہائیوں میں لب پہ جو ذکرِ رسول ہو

اتنی سی آرزو ہے مرا نعتیہ کلام
اے کاش بارگاہِ نبی میں قبول ہو

مر جاؤں جب کفن کے عوض میرے جسم پر
عرشِ بریں کے راہی کے قدموں کی دھول ہو

جس میں حمید پیش ہو آقا کے روبرو
اُس ساعتِ سعید میں صدیوں کا طول ہو



آفتابِ حق نے جب ڈالی ضیاءِ ایمان کی
ہو گئی انگنائی روشن زیست کے ایوان کی

میری مشکل جن کی چشمِ لطف نے آسان کی
وہ ہیں محبوبِ خدا، تفسیر ہیں قرآن کی

اُس پہ قصر آگہی تعمیر ہم نے کر لیا
حَبِّ ختمِ المرسلین بنیاد ہے ایمان کی

ابر الطافِ نبیؐ چھایا ہوا ہے چار سو
کشتِ دل پر ہو رہی ہیں بارشیں فیضان کی

اونگھتے دل جاگ اٹھے مردے بھی زندہ ہو گئے
 دہر میں گونجی صدا جب ناطق قرآن کی
 مرحبا خود رب اکبر میزباں جس کا بنا
 حبذا کیا عظمتیں ہیں عرش کے مہمان کی
 اُس دل خوش بخت کا فردوس کرتا ہے طواف
 جس کے سانسوں میں ہے خوشبو آپ کے فرمان کی
 فرش صدر المرسلین ہے عرشِ اعظم کی مراد
 اتباعِ شاہِ دیں معراج ہے انسان کی
 میں بہ فیضِ نقشِ پائے ہادی کون و مکاں
 چن رہا ہوں منزلیں ہر گام پر ایقان کی
 اُس کے استقبال کو خود آ گئی خلدِ بریں
 جس نے راہِ مصطفیٰ میں زندگی قربان کی

کیوں نہ ہوں تابندہ میری آرزو کے قہقہے
چشم و دل میں روشنی ہے آپ کے فرمان کی

موجِ خود سر جب کبھی ٹکرائے دل کی ناؤ سے
یا نبیؐ کہہ کر طنائیں کھینچ لو طوفان کی

اے فرشتو یاد رکھنا حشر کے میدان میں
نعت گوئی ہی علامت ہے مری پہچان کی

جب لکھا نامِ محمدؐ مصطفیٰؐ تو اے حمید
جگمگا اٹھی ہے قسمت مدح کے عنوان کی



جب سے ہے چشمِ شوق کو عرفاں حضورؐ کا

دل ہے بصد نیاز ثنا خواں حضورؐ کا

ضو بار کیا لبوں پہ ہے قرآں حضورؐ کا

یہ ذاکرانِ حق پہ ہے احساں حضورؐ کا

لا ریب اُس کا ربِ دو عالم ہے میزبان

قسمت سے ہو گیا ہے جو مہماں حضورؐ کا

معراجِ زندگی کا سلیقہ عطا کیا

احسان مند کیوں نہ ہو انساں حضورؐ کا

جب منظرِ جہاں پہ اٹھاتا ہوں چشمِ دل
میں دیکھتا ہوں جلوۂ خنداں حضورؐ کا

رحمت کا شامیانہ ہے زحمت کی دھوپ میں
احساں حضورؐ کا ہے یہ احساں حضورؐ کا

ہجرِ نبیؐ کے پھولوں سے اُگنے لگی ضیاء
آیا جو یومِ جشنِ چراغاں حضورؐ کا

دل کی جبیں بھی جھک گئی نظروں کے ساتھ ساتھ
دیکھا ہے جب بھی رُوے درخشاں حضورؐ کا

میری طرف جو دھوپ بڑھے گی تو اے حمید
میں اوڑھ لوں گا حشر میں داماں حضورؐ کا



نبی الانبیاء کا نام کیا دل کی زباں پر ہے
پنچھاور رحمتِ باری مرے حُسنِ بیاں پر ہے

مکاں سے لامکاں تک چل رہا ہے آپؐ کا سکہ
خدا شاہد حکومتِ آپؐ کی کون و مکاں پر ہے

زمیں والے عبارت کر رہے ہیں جس کو سورج سے
نبیؐ کا نقشِ پا روشن جبینِ آسماں پر ہے

خدا نے رحمتِ کونین کہہ کر یاد فرمایا
عنایتِ سرورِ کونین کی سارے جہاں پر ہے

نظر آئے گا حسنِ لم یزل دروں کے سینوں میں
 اگر بنیادِ ایماں عشقِ سلطانِ زماں پر ہے
 فرشتے سر بہ خم ہیں گنبدِ خضریٰ کی چوکھٹ پر
 جبینِ نور کا سجدہ بھی نوری آستاں پر ہے
 امام المرسلین کا مقتدی ہر شخص ہو جائے
 بقیدِ ہوش لازم اقتدا پیرو جواں پر ہے
 وظیفہ کیجیے صلِ علیؑ کا کنجِ خلوت میں
 یہ وردِ پاک جاری خالقِ کل کی زباں پر ہے
 حمید اُن پر متاعِ جان و دل کیونکر نہ قرباں ہو
 بہر صورت نبیؐ کا حق ہمارے جسم و جاں پر ہے



جب مرے دل کو نبیؐ کا آستاں مل جائے گا
آرزوؤں کی زمیں کو آسماں مل جائے گا
نقشِ پائے مصطفیٰؐ چومے گا جب ذوقِ نظر
بے نشاں کی جلوہ گاہوں کا نشاں مل جائے گا
بام و در پر جب رقم کر لو گے فرمانِ رسولؐ
شہرِ غم کو جلوہٴ امن و اماں مل جائے گا
باغِ ناموسِ نبیؐ پر جو بھی چھڑکے گا لہو
اُس کو فردوسِ حیاتِ جاوداں مل جائے گا

اس فضا کے کان میں بھر دو جو آوازِ بلائ
اونگھتے ماحول کو کیفِ ازاں مل جائے گا

میں ہوں مداحِ نبیؐ محشر کی دھوپوں میں مجھے
غم گسارِ عاصیاں کا سائباں مل جائے گا

عشق جب پہنائے گا نعتِ پیمبرؐ کا لباس
گونگے حرفوں کو لطافت کا بیاں مل جائے گا

شاخِ دل پر جب کھل اٹھیں گے درودوں کے گلاب
سرورِ دیں کا مہکتا گلستاں مل جائے گا

جب حمیڈ آنکھیں چھلک اٹھیں گی آقاؐ کے حضور
داستانِ سوزِ غم کو ترجمان مل جائے گا



سورج میں اور چاند میں تنویر آپؐ سے
چمکی ہے دو جہان کی تقدیر آپؐ سے

جب فرش سے گئے ہیں سرِ عرشِ آگہی
نوعِ بشر کی بڑھ گئی توقیر آپؐ سے

آزاد ہو گئے ہیں اسیرانِ درد و غم
ٹوٹی ہے جبر و قہر کی زنجیر آپؐ سے

پھیلی ہے بت کدوں میں ضیاءِ لا الہ کی
مٹ کر رہی ہے ظلمتِ تکفیر آپؐ سے

روحیں اُداس ہیں نہ بدن کوئی مضمحل
کیفِ نشاط لے گئے دلِ گیر آپ سے

بخشا ہے فکر و حرف کو تمکین کا لباس
تابندہ علم و فن کی ہے تقدیر آپ سے

سرکار کی ثنا سے ہے شہرت حمید کی
پائی ہے اس کے فکر نے تشہیر آپ سے



جب سے ملا ہے سرورِ دوراں کا در مجھے
کہتے ہیں تاجدارِ جہاں تاجِ وَر مجھے

خیر البشر کے نور سے منزل ہے نور بار
گمراہ کیا کریں گی یہ ظلماتِ شر مجھے

ناموسِ مصطفیٰ پہ کروں جان و دل نثار
مل جائے کاش یہ شرفِ معتبر مجھے

ضواریاں نجوم کی بخشیں بصد کرم
دیکھا ہے جب حضور نے باپ چشمِ تر مجھے

پھر گھورتے ہیں درد کے لمحات یا نبیؐ
پھر حادثات کرتے ہیں زیر و زبر مجھے

اس زحمتِ حیات میں اے رحمتِ تمام
درکار التفات کی ہے اک نظر مجھے

پرواز کر رہا ہوں سرِ عرشِ آرزو
بخشنے مرے حضورؐ نے وہ بال و پر مجھے

شاہوں کو رشک آئے مرے بخت پر حمیدؐ
کہہ دیں مرے حضورؐ جو دریوزہ گر مجھے



جہانِ خیر و شر میں جب ہوئے خیر البشر پیدا

تو پہلو سے شبِ غم کی ہوا نورِ سحر پیدا

سلام آئیں نہ کیونکر پے بہ پے عرشِ معلیٰ سے

ہوا ہے بحر و بر میں بادشاہِ بحر و بر پیدا

فسردہ گلستانوں میں بہارِ زندگی آئی

ہوئے سوکھے درختوں سے اُمیدوں کے ثمر پیدا

نبیٰ کی گزورہ سے کہکشاں نے روشنی پائی

نبیٰ کے نقشِ پا سے ہو گئے شمس و قمر پیدا

محمدؐ جس کی نظروں میں متاعِ ہر دو عالم ہیں

نہ ہوگی اُس کے دل میں آرزوئے سیم و زر پیدا

یہ خورشیدِ رسالت کی توجہ کا نتیجہ ہے

ہوئی ہے دیدہٴ بے تاب میں تابِ نظر پیدا

جدھر اٹھی نگاہِ التفاتِ سرورِ عالم

ہوئے ہیں پتھروں کی کوکھ سے لعل و گہر پیدا

نبیؐ کے واسطے سے جو بھی مانگوں مجھ کو مل جائے

حمید اتنا تو ہو جائے دُعاؤں میں اثر پیدا



موت کی بستی میں اب جینا مجھے دُشوار ہے
یا رسولُ اللہِ کرم کی اک نظر درکار ہے

ہر طرف خونِ مسلمانا بہہ رہا ہے آج کل
شہر میں محشر پھا ہے راہ میں آزار ہے

اس پہ الطاف و کرم اے سبز گنبد کے مکیں
سُرخ طوفانوں سے اُمت آپ کی دوچار ہے

یا نبیٰ اب جلوۂ منزل نظر آتا نہیں
رہگذارِ زیست میں اب ہجر کی دیوار ہے

اس مصائب کے سمندر میں ہے طغیانی کا شور
آپ کی چشمِ عنایت ہو تو بیڑا پار ہے

اُونگھتا ہے دشتِ گمراہی میں دل کا قافلہ
 رُوحِ ایماں سو چکی ہے اور بدن بیدار ہے

جس جگہ شمسِ نضحیٰ نے رکھ دیا اپنا قدم
 اُس جگہ کا ذرہ ذرہ مطلعِ انوار ہے

ہو بہو ہے چہرہٴ انورِ جمالِ کبریا
 سر بسر تفسیرِ قرآنِ متینِ کردار ہے

اللہ اللہ آپ کے دارالشفاء کا یہ مقام
 جو مسیحاے جہاں ہے آپ کا بیمار ہے

کیف کی بارش نہ کیوں ہو آپ کے مے خوار پر
 آپ کی صہبائے حق سے جامِ دل سرشار ہے

اب حمیدِ صابری کو مل گیا عشقِ رسول
 اب حریمِ دل میں شمعِ آگہیِ ضو بار ہے



میں جذبوں میں اتنا اثر چاہتا ہوں
رسولِ خدا کی نظر چاہتا ہوں

جھلک جس میں رُوئے نبیؐ کی ہو روشن
میں اک ایسا داغِ جگر چاہتا ہوں

نہ گلزارِ دُنیا، نہ فردوسِ رضواں
میں چاہتِ نبیؐ کی مگر چاہتا ہوں

کرمِ نخلِ دل چھو رسولِ مکرم
میں ذوقِ طلب کا ثمر چاہتا ہوں

مسافر ہوں سرکارِ دوراں کے در کا
 دیارِ نبیؐ کا سفر چاہتا ہوں
 وہ بطحیٰ کی ایمان افروز گلیاں
 وہ طیبہ کا پر نور در چاہتا ہوں
 چھلکتا رہے جس سے عشقِ محمدؐ
 شبِ ہجر وہ چشمِ تبر چاہتا ہوں
 محمدؐ کے جلوے تھے جس میں درخشاں☆
 وہی لمحہ بارِ دگر چاہتا ہوں
 حمیدؒ اب نہیں اور کوئی تمنا
 مدینے کے شام و سحر چاہتا ہوں

☆ یہ بھی ایک قلبی واردات کی ترجمانی ہے۔



ادھر غنچے چٹکتے ہیں، ادھر تارے دکھتے ہیں
نبیؐ کے ذکر سے ارض و سما کے دل دھڑکتے ہیں

صبا جس دم درودوں کی بہاریں لے کے آتی ہے
کرم کے پھول اُمیدوں کے گلشن میں مہکتے ہیں

تصور میں جب آتا ہے جمالِ گنبدِ خضریٰ
تمناؤں میں ڈھل کر آنکھ سے آنسو چھلکتے ہیں

نبیؐ کی یاد کے جگنو ہیں روشن جن کے پہلو میں
اندھیروں میں وہ دل خورشید کی صورت چمکتے ہیں

مدینہ ہجر کے صحرا میں جس دم یاد آتا ہے
کٹورے آبلوں کے غم کی ٹھوکر سے چھلکتے ہیں

رہ عشق محمدؐ میں جنہیں چلنے کی عادت ہے
نہ وہ جذبے جھجکتے ہیں نہ وہ راہی ٹھٹکتے ہیں

کوئی اے کاش یہ کہہ دے جمالِ حق کے پیکر سے
تڑپتی ہیں نگاہیں دید کے ارماں سسکتے ہیں

بھلا بیٹھے ہیں جو سرکارؐ کی تابندہ منزل کو
وہی کم بخت گمراہی کے جنگل میں بھٹکتے ہیں

چمن میں جب حمید آتی ہے خوشبو شاہِ دوراں کی
وفا کی ٹہنیوں پر عشق کے طائر چہکتے ہیں



زمینِ شتر زودہ پر امن کے پیغام بر آئے
پیامِ خیر لے کر دہر میں خیرالبشر آئے

رسولُ اللہ کا ابرِ کرم برسا جو روحوں پر
منور چشم و دل کے آئینے یکسر نظر آئے

نبیٰ کے التفاتِ عام کی جس دم بہار آئی
فسردہ نخلِ ہستی پر مُرادوں کے ثمر آئے

رہِ حق میں جب آئی ہیں چٹانیں جبرِ باطل کی
تصور میں رسولِ آخری کے ہم سفر آئے

جھکا ہوں جب تصور میں شہِ امکاں کی چوکھٹ پر
مرے دل کی جبیں کو چومنے شمس و قمر آئے

کسی نے ذکر جب چھیڑا ہے کیفِ باغِ رضواں کا
مری سوچوں میں طیبہ کے مہکتے بام و در آئے

مدینے کے سفر میں ہر قدم سجدے کروں میں بھی
تمنائے زیارت میرے دل کی بھی جو بر آئے

درتچے جب کھلے ہیں قصرِ انوارِ پیمبرؐ کے
مرے تاریک آنگن میں ماہِ وانجم اتر آئے

مروں اے کاش جا کر میں بھی دہلیزِ رسالت پر
میسر جیتے جی مجھ کو بھی طیبہ کا سفر آئے

جو ذرے اڑ گئے تھے نقشِ پائے مصطفیٰؐ چھو کر
وہ ذرے کہکشاں کے نور کا پیکر نظر آئے

ملا اذنِ حضوری جب بھی دربارِ رسالت سے
حمیدِ اشکِ تشکرِ غم کی پلکوں پر ابھر آئے



ہوئی ہے آپؐ کی جب رونمائی یا رسول اللہ
خدا شاہد ہوئی شیدا خدائی یا رسول اللہ

سرورِ آگہی حاصل ہوا ہے ایسے مے کش کو
مئے وحدانیت جس کو پلائی یا رسول اللہ

مریضِ سرورِ دین ہوں شفا مجھ کو بھی مل جائے
ملے اندوہِ دُنیا سے رہائی یا رسول اللہ

مجھے پھر گھورتے ہیں تلخی ماحول کے سائے
کریں مشکل میں پھر مشکل کشائی یا رسول اللہ

پڑھی جائے مری فردِ عمل جس دم سرِ محشر
نہ ایسے میں ہو میری جگہ ہنسائی یا رسول اللہ

غمِ دُنیا کے نشتر چبھ رہے ہیں دیدہ و دل میں
دُہائی ہے دُہائی ہے دہائی یا رسول اللہ

حمیدِ صابری کے جان و دل ہی کیا نچھاور ہیں
خدا ہے آپ کا خود بھی فدائی یا رسول اللہ



وہ جس کو ہوئی ہے زیارت نبیؐ کی
نہیں انتہا اُس کی خوش قسمتی کی

کھلا اُس پہ دروازہ خلدِ بریں کا
محمدؐ کی جس شخص نے پیروی کی

سحرکار ہو سحرِ شب سے بچا لو
مسلمان پہ ہیں یورشیں سامری کی

دیکھا دو رسالت کا رُخ یا محمدؐ
نگاہوں کو ہے آرزو آگہی کی

میں کشکولِ دل لے کے حاضر ہوا ہوں
خدارا ملے مجھ کو دولتِ خودی کی
اُسے رُوئے مقصد کا غازہ بنا لوں
اگر خاکِ مل جائے شہرِ نبیٰ کی
اُجالوں* سے خیرہ تھی چشمِ عقیدت
نظر آئی جس وقت صورتِ نبیٰ کی
قبول آپؐ کر لیں، اگر شعر کوئی
چمک اُٹھے قسمتِ مری شاعری کی
حمید اُس کے مدحت سرا ہوں فرشتے
کرے صدقِ دل سے جو حرمتِ نبیٰ کی

* گزشتہ وارداتی شعری حوالہ



صدائے ایماں کلام تیرا سرورِ جاں ہے پیام تیرا
رچی ہے سانسوں میں تیری خوشبو ہے دھڑکنوں میں خرام تیرا

سک رہا تھا جہاں میں انساں عروج پر تھا فریبِ شیطان
شعور جینے کا تو نے بخشا نظامِ حق ہے نظام تیرا

اُس ارضِ عالی کی عظمتوں پر کرے نہ کیوں رشکِ عرشِ اعظم
وہ فخرِ بطحا وہ شہرِ طیبہ کہ اب جہاں ہے قیام تیرا

کہیں نہیں کوئی تیرا ثانی کہ تیری عظمت جہاں نے مانی
خدائے برتر کے بعد لازم جہاں پہ ہے احترام تیرا

جدھر جدھر ہے جمال تیرا اُدھر ادھر ہے کمال تیرا
سرور میں جھومتے ہیں انساں جہاں جہاں ہے پیام تیرا

بھرم ہے قائم عطا کا تجھ سے ہے بول بالا سخا کا تجھ سے
کرم سراپا ہے تیرا شیوہ لقب ہے خیرالانام تیرا

جمالِ حق کا ظہور تجھ سے بشر کو دیں کا شعور تجھ سے
حدیثِ قدسی ہے تیرا فرماں کلامِ رب ہے کلام تیرا

حمید کے فکر سے ہے بالا تری پہنچ تیری شانِ والا
خدا ہی جانے تری بزرگی خدا ہی جانے مقام تیرا



محبوب کبریا کو پکاریں گے دوستو
بگڑا ہوا نصیب منواریں گے دوستو
بطحا کی آب سے کبھی طیبہ کی تاب سے
ہم بھی رُخ حیات نکھاریں گے دوستو



سرشار ہے دن ذکرِ رسولِ دوسرا سے
ہونٹوں پہ ہے سرکار کی عظمت کا ترانہ
یہ سرورِ کونین کی سنت کا اثر ہے
کرتا ہے مرے حکم کی تعمیل زمانہ

نوٹ: قافیہ کی مجبوری کے تحت استعمال کیا ہے۔ یہاں زمانہ سے مراد دنیا ہے۔



ہر گھڑی اسمِ نبیؐ لب پہ سجائے رکھنا
یہ وظیفہ بھی ضروری ہے غلاموں کے لیے؟
ہر گھڑی اُن کے تصور میں رہا کرتے ہیں
ہر گھڑی کیفِ حضوری ہے غلاموں کے لیے؟



مجھے راہِ عقبیٰ کا کیا ہو خطر؟
نبیؐ کی محبت ہے زادِ سفر
مری عاقبت خوب ہوگی حمید
نبیؐ کی نظر ہے مرے حال پر



زندگی کا سفر لاکھ ہو پر خطر تم پکارے چلو یا نبیؐ یا نبیؐ
 دن ہو یا رات ہو شام ہو یا سحر تم پکارے چلو یا نبیؐ یا نبیؐ
 راہ دُنیا ہو یا منزلِ آخرت چاہتے ہو اگر عظمتوں کا نگر
 دم بہ دم ہر گھڑی ہر قدم ہر ڈگر تم پکارے چلو یا نبیؐ یا نبیؐ



زیارت کے لیے جس وقت میں بے تاب ہوتا ہوں
 دل سوزاں مری پلکوں میں اشکِ غم پروتا ہوں
 نہ پوچھو حال کیا ہوتا ہے میرے قلبِ مضطر کا؟
 مدینے کو روانہ جب کوئی خوش بخت ہوتا ہے



اس طرف بھی حادثے ہیں اُس طرف بھی حادثے
زندگی کا لمحہ لمحہ بن گیا ہے واردات
کفر کی اب یورشیں ہیں عالم اسلام پر
یا رسول اللہ اُمت پر نگاہِ التفات



حضور جس پہ کرم کی نگاہ کرتے ہیں
زمانے [☆] بھر کا اُسے بادشاہ کرتے ہیں
گریز کرتے ہیں جو ذکرِ مصطفیٰ سے حمید
قسم خدا کی وہ خود کو تباہ کرتے ہیں

☆ یہاں بھی زمانہ سے مراد دنیا ہے



عجز کے پھول چن رہا ہوں میں
 بارگاہِ شہِ ہدا کے لیے
 آنسوؤں کے پرو رہا ہوں ہار
 نذرِ محبوبِ کبریا کے لیے



وہ اخی کی شان، وہ جذبِ اخوت بخش دیں
 ربطِ باہم کا سلیقہ جانِ رحمت بخش دیں
 اختلافِ باہمی نے کر دیا رسوا ہمیں
 عہدِ رفتہ کی وہی پھر شان و شوکت بخش دیں



کیا غم ہے جو دُنیا ئے طلب زیرِ وزیر ہے؟
 لیکن مرے حالات پہ آقا کی نظر ہے
 گلزارِ دل و جاں میں ہے سرکار کی خوشبو
 یہ گنبدِ خضریٰ کی بہاروں کا اثر ہے



جب اُن کا نام سنتا ہوں طلب بے تاب ہوتی ہے
 چھلک اٹھتی ہیں آنکھیں اُن کے ذکرِ پاک پر میری
 سلام آئیں بقا کے کیوں نہ مجھ پر شہرِ فانی میں
 پچھاورِ دولتِ جاں ہے شہِ لولاک پر میری



عرفانِ خودی دے کے مرے جذبِ نظر کو
اللہ نے عسرت میں کیا مجھ کو تو نگر
کشکولِ طلب جب بھی بڑھایا ہے تو مجھ کو
داتا نے نوازا مری اوقات سے بڑھ کر



دل پر خدا کے لطف کی جب انتہا ہوئی
آنکھوں کو مصطفیٰ کی تجلی عطا ہوئی
توقیر بڑھ گئی مری عزت سوا ہوئی
منصب مرا حضور کی مدح و ثنا ہوئی



ذّرہ ہے آفتاب عنایت سے آپؐ کی
ہم معتبر جہاں میں ہیں نسبت سے آپؐ کی
ہر گام راہِ زیست میں زحمت کی ہر چٹان
مسمار ہوتی جاتی ہے رحمت سے آپؐ کی



قلب جس کا اگر مدینہ نہیں
اُس کا جینا تو کوئی جینا نہیں
عکسِ حسنِ نبیؐ سے جو ہے تہی
سنگ ہے سنگ وہ نگینہ نہیں



اب حرفِ تمنا ہے لبوں پر نہ شکایت
اب میری دُعا اشکِ ندامت میں ڈھلی ہے
درکار ہے ایسے میں نظرِ لطف و کرم کی
اے رحمتِ کونین یہ زحمت کی گھڑی ہے



جھک رہی ہے کفر کے در پر مسلمان کی جبیں
ماورا اس کی نظر سے ہے درِ حق الیقین
متحد کافر ہوئے اس کو مٹانے کے لیے
المدد بہرِ خدا یا رحمۃ اللعالمین



دل غم سے ہے نڈھال کرم کیجیے حضورؐ
 جینا ہے اب محال کرم کیجیے حضورؐ
 رنجیدہ ہیں حروفِ مصائب کا دور ہے
 رنجور ہے خیال کرم کیجیے حضورؐ



حمیدِ لطفِ نبیؐ کی بہار مہکی ہے
 کہ دل میں پھول مرادوں کے مسکراتے ہیں
 جنہیں حضورؐ بلاتے ہیں حاضری کے لیے
 وہ خوش نصیب ہیں جو بھی مدینہ جاتے ہیں



نظر میں اُن کی تجلی سجائے بیٹھا ہوں
 چراغِ حسنِ تیقُن جلائے بیٹھا ہوں
 کبھی تو رہبرِ دوراں ادھر سے گزریں گے
 میں رہ گزار میں آنکھیں بچھائے بیٹھا ہوں



حُبِ رسولِ پاک سے سرشار دل رہے
 بے ہوش ہو جو عقل تو ہشیار دل رہے
 آنکھیں شبِ فراق اگر اونگھنے لگیں
 لازم ہے اُن کی یاد میں بیدار دل رہے



ادب ملحوظ رکھو ذکرِ آقا کی یہ محفل ہے
 نیاز و شوق میں ڈھل کر سراپا عجز ہو بیٹھو
 کہیں ایسا نہ ہو ہلکی سی اک نادان لغزش پر
 زرا ایمان، متاعِ دین و دل سے ہاتھ دھو بیٹھو



جذبہٴ قرب کی توقیر ہے معراج کی رات
 قابِ قوسین کی تفسیر ہے معراج کی رات
 نورِ طالب سے ضیاء بار سرِ عرشِ بریں
 حُسنِ مطلوب کی تنویر ہے معراج کی رات



شعارِ اُسوۃ خیر البشر ملبوس ہے جس کا
فریضہ شاہِ دیں کی حرمت و ناموس ہے جس کا
سلام آئیں نشاطِ دین و دل کے عرش سے اُس پر
غمِ غمخوارِ ہر عالم سے دل مانوس ہے جس کا



حضورؐ جس کو عزیز تر ہیں ہر اک متاعِ عزیز تر سے
اُسی کا ایمان ہے مکمل، اسی کا بیدار ہے مقدر
اگر ہو طالبِ رضائے حق کے تو میرے آقا کو دل سے مانو
حضورؐ جس سے ہوئے ہیں راضی اُسی سے خوش ہے خدائے برتر



نہ دولت کی طلب مجھ کو نہ حاجت جاہ و حشمت کی
 شہ کونین کے دربار کا ادنیٰ گدا ہوں میں
 کھٹکتا ہوں میں کانٹے کی طرح چشمِ امارت میں
 امیر شہر سے کہہ دو، فقیرِ مصطفیٰ ہوں میں



دل پر خدا کے لطف کی جب انتہا ہوئی
 نظروں کو مصطفیٰ کی تجلی عطا ہوئی
 توقیر بڑھ گئی مری عزت سوا ہوئی
 منصب مرا حضور کی مدح و ثنا ہوئی

غریبی آڑے آتی ہے

(نعتیہ نظم)

مدینے کا حسین منظر اگر مجھ کو نظر آئے
 مرے دل میں ترستی آرزوئے دید بر آئے
 دُعائے بے اثر میں سبز گنبد سے اثر آئے
 میسر کاش مجھ کو بھی مدینے کا سفر آئے
 مگر بے بس ہوں میری بے بسی مجھ کو زلاتی ہے
 کرم اے سرورِ عام۔ ربی آڑے آتی ہے
 رواں ہوتا ہے کوئی کارواں جس دم مدینے کو
 طلب چھلکانے لگتی ہے جنوں کے آگینے کو
 ڈبو لیتا ہوں اشکوں میں تمنا کے سفینے کو
 مراجاتا ہوں فرقت میں کروں کیا ایسے جینے کو
 مگر بے بس ہوں میری بے بسی مجھ کو زلاتی ہے
 کرم اے سرورِ عالم! غریبی آڑے آتی ہے

کوئی جب ذکر کرتا ہے مدینے کی فضاؤں کا
 معطر کیف پرور نور میں ڈوبی ہواؤں کا
 چمک اٹھتا ہے منظرِ رحمتِ حق کی گھاؤں کا
 سمٹ آتا ہے اشکوں میں اثر دل کی دعاؤں کا
 مگر بے بس ہوں میری بے بسی مجھ کوڑلاتی ہے
 کرم اے سرورِ عالم! غریبی آڑے آتی ہے
 نگاہیں ڈھونڈتی ہیں رونقیں شہرِ رسالت کو
 مٹاؤں کس طرح میں دید کے احساسِ حیرت کو
 گلے کب تک لگاؤں اس غمِ ہجران کی شدت کو
 مدینے آ نہیں سکتا، تڑپتا ہوں زیارت کو
 مگر بے بس ہوں میری بے بسی مجھ کوڑلاتی ہے
 کرم اے سرورِ عالم! غریبی آڑے آتی ہے
 دریا پر نور سے جب بھی کوئی دیوانہ آتا ہے
 نظر میں نور و نکہت کے مناظر بھر کے لاتا ہے
 وہ جس لمحے حضوری کے ترانے گنگناتا ہے
 حمیدِ زار کے ذوقِ طلب کو آزماتا ہے
 مگر بے بس ہوں میری بے بسی مجھ کوڑلاتی ہے
 کرم اے سرورِ عالم! غریبی آڑے آتی ہے

پیرزادہ حمید صابری صحیح معنوں میں ڈوب کر نعت کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے وہ والہیت کی حد تک عشق کرتے ہیں اور اسی جذبے نے ان کی نعتیں سنواری اور سجائی ہیں۔ ان کے مطالعے سے قاری پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس میں سے پیرزادہ حمید صابری نعتوں کی تخلیق کے لمحات میں گزرتے ہوں گے۔

احمد ندیم قاسمی

پیرزادہ حمید صابری کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ یہ باشعور، بلند نگاہ، ایک ذہین نوجوان شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے سینے میں پُر سوز دل رکھتا ہے۔ اس کی آنکھیں خوفِ خدا اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ جمیل پر اکثر اشک بار ہو جاتی ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنا عرفان اور اپنے پیارے محبوب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا والہانہ جذبہ بخش کر محبت کا سرمایہ وافر مقدار میں عطا فرمایا ہے۔ اس کے نعتیہ اشعار اس حقیقت کا واضح ثبوت ہیں۔

یہ حق پسندی اور وسعتِ قلبی کی لازوال دولت سے مالا مال ہے، حمید صابری علم و فن میں دوسرے شعرا سے کم نہیں بلکہ اپنے احساسات و مشاہدات اور تجربات کو بڑے سلیقے سے شعری قالب میں ڈھال کر خواص و عوام سے دادِ تحسین حاصل کرنے کا ہنر خوب جانتا ہے۔

ڈاکٹر الحاجیہ حشمت آرا حجاب

ایک زمانہ ہوا، پیرزادہ سید حمید صابری اپنا نعتیہ کلام اپنے محدود وسائل اور نامساعد حالات کی بنا پر چھپوا نہ سکے، مگر گزشتہ پندرہ برس سے ملک بھر کے بڑے اخباروں اور مجلوں میں ان کا نعتیہ کلام اور ملی نغمے چھپتے چلے آ رہے ہیں۔ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ ایک کہنہ مشق شاعر اور مستند ادیب ہیں۔ میں انھیں ذاتی طور پر جانتا ہوں اور ان کے جوہرِ قابل کی قدر کرتا ہوں۔

سجاد حیدر